﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

# الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ جمعہ ۹ ستمبر ۱۹۹۴ء شمارہ ۳۶

# جماعت احمدیہ جرمنی کے ۱۹ ویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب اور بابرکت انعقاد

## جلسہ میں ۲۳ ہزار سے زائد مہمانوں کی شرکت۔ دس ہزار سے زائد افراد کا قبول احمدیت

### مختلف علمی و تربیتی موضوعات پر تقاریر۔ مجالس سوال و جواب۔ سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے زندگی بخش روح پرور خطابات

(پریس ڈیسک) جماعت احمدیہ جرمنی کا ۱۹ واں سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء کو ناصرباغ فرینکفورٹ میں منعقد ہوا۔ حسب دستور جلسہ کی مارکیوں کا انتظام کیا گیا تھا جو سائز کے لحاظ سے بہت بڑی تھیں مگر عشاق احمدیت کے لئے جو جلسہ میں ۲۴ ہزار کے لگ بھگ دنیا کے مختلف حصوں سے آئے تھے یہ مارکیاں ناکافی ثابت ہوئیں لہٰذا دوسری جگہوں پر جلسہ سالانہ کی تقاریر سنانے کا انتظام کرنا پڑا۔

اس جلسہ کی تیاری حسب دستور مہینوں پہلے شروع کر دی جاتی ہے۔ ناصرباغ اپنی وسعت کے باوجود اب جلسہ سالانہ کے لئے چھوٹا ہو چکا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ملحقہ زمین کے مالک کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ وہ بھی جلسہ کے مہمانوں کے میزبانی میں حصہ لے۔ چنانچہ وہ ہر سال اپنی زمین جلسہ کی پارکنگ کے لئے دیتا ہے۔

۲۶ تاریخ جمعہ کا دن تھا اور صبح سے ہی جلسہ سالانہ کے عارضی دفاتر، لنگر خانہ، بازار مصروف نظر آتے تھے۔ ہر جگہ بھیڑ تھی۔ کارکنان نہایت مستعدی سے اپنے فرائض بجا لا رہے تھے۔ مہمانوں کا استقبال تو ہوائی اڈے، ریلوے اسٹیشنوں اور متعدد دیگر مقامات پر کئی دنوں سے ہو رہا تھا۔ اکثر لوگ کاروں، ویگنوں اور کوچوں کے ذریعہ ناصرباغ پہنچ رہے تھے۔ جلسہ گاہ کے ایک طرف بہت بڑی مارکی نمائش کے لئے مخصوص کی گئی تھی جہاں ڈاکٹر وسیم احمد صاحب طاہر اور ان کے ساتھی کارکنان نے رنگ برنگے چارٹوں اور تصویروں سے تاریخ احمدیت کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کیا ہوا تھا۔ ٹرانسپورٹ کے شعبہ کے خدام بھاگ دوڑ رہے تھے تاکہ نظم و ضبط کے ساتھ کاروں کی پارکنگ کرا دیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ۳۵۰۰ کاریں روزانہ پارک میں رکھی گئیں۔ کوچوں اور ویگنوں کی تعداد ان کے علاوہ تھی۔

ایک اور محکمہ جو نہایت خاموشی سے اپنے کام میں مگن تھا وہ محکمہ نظافت تھا۔ اتنے بڑے مجمع میں پورے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا یہ ان کی ذمہ داری تھی اور انہوں نے جس خوش اسلوبی سے اپنے کام کو سرانجام دیا اس پر جلسہ میں شریک ہر شخص نہ صرف مطمئن تھا بلکہ دل سے ان لوگوں کے لئے دعا نکلتی تھی۔ جلسہ کے دوران لاؤڈ اسپیکر کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ اس شعبہ کی کارکردگی بھی قابل تعریف تھی۔ اور لوگوں نے جلسہ سالانہ کے پروگرام کو تینوں دن نہایت عمدگی سے سنا۔

جلسہ سالانہ کے لئے مختلف شعبہ جات کے کاموں کو بیان کرنا اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں مگر مکرم شمس الحق صاحب ایڈیٹر اخبار احمدیہ جن کے ذمہ جلسہ سالانہ کے دفتر کے فرائض بھی تھے۔ کے بیان کے مطابق جلسہ میں ۲۷۰۰ والنٹیرز ۵۱ شعبوں میں اپنے اپنے کام میں دن رات مصروف تھے۔ بازار کے کارکنان مہمانوں کی ضروریات کی تمام اشیاء سستے داموں مہیا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لنگر خانہ کے وسیع انتظام کے ماتحت سینکڑوں کارکنان مہمانوں کی خاطر و مدارت، خوراک کی فراہمی، تیاری اور کھانا کھلانے میں نہایت تندہی سے مصروف تھے۔ کسی کے ماتھے پر شکن نہ تھی۔ ہر ایک اس بات سے خوش تھا کہ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی دیکھ بھال کا ایک موقع مل رہا ہے۔ خدمت خلق کے نوجوان مختلف ڈیوٹیوں پر فائز تھے اور مسکراہٹوں سے مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے۔ شعبہ حاضری معاونین اپنے فرائض میں چاک و چوبند نظر آتے تھے۔ شعبہ تربیت کے خدام مہمانوں کو نہایت خوش اسلوبی سے نیک باتوں کی تلقین میں مصروف تھے۔ اس شعبہ میں اطفال بھی بڑے شوق سے کام کر رہے تھے۔ افسر جلسہ سالانہ کے دفتر کے انچارج ذکاء ملک صاحب اپنے چار معاونین کے ساتھ پوری تندہی سے اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف تھے۔ شعبہ رپورٹنگ کے انچارج عتیق احمد صاحب بھی روزانہ خبریں اخبارات کو نیز دیگر ملکوں کو بھجوا رہے تھے۔ لندن سے آئی ہوئی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی ٹیم سعید احمد جسوال صاحب اور راجہ طاہر احمد صاحب کی نگرانی میں نہایت خاموشی سے پروگراموں کو بذریعہ سیٹلائیٹ دنیا بھر میں نشر کر رہی تھی۔ اس ٹیم میں سویڈن سے آئے ہوئے ملک نسیم احمد صاحب بھی شامل تھے۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

## مختصرات

"مختصرات" کے عنوان سے جو کالم الفضل میں لمبے عرصہ سے جاری ہے اس کا مقصد احباب جماعت کو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ ترین ارشادات سے باخبر رکھنا ہے۔ تفصیل کا تو موقع نہیں ہوتا لیکن مختصر ارشادات میں خاص طور پر ان امور کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو حضور انور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں بیان فرماتے ہیں۔

### ۲۱ اگست ۱۹۹۴ء

آج کی مجلس سوال و جواب میں اطفال و ناصرات نے شمولیت فرمائی۔ حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔

۱۔ مرنے کے بعد جانور کہاں جاتے ہیں؟ (جواباً حضور نے حیات بعد الموت کی تشریح فرمائی)۔
۲۔ جانور ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟
۳۔ انسان کا ارتقاء کیسے ہوا ہے؟
۴۔ فونوگراف کا مختصر تذکرہ۔
۵۔ مرنے کے بعد انسان کو خدا کی رویئت کیسے نصیب ہوگی؟

### ۲۲ اگست ۱۹۹۴ء

آج ہومیو پیتھی طریقہ علاج کے بارہ میں تدریسی کلاس منعقد ہوئی۔

### ۲۳ اگست ۱۹۹۴ء

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کے لئے لندن سے روانہ ہوئے۔ اس وجہ سے آج مسلم ٹیلی ویژن کا پروگرام لندن کی بجائے برسلز (بیلجئم) سے براہ راست نشر کیا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ نشریات بیلجئم سے پیش کی گئیں۔ سفر کی وجہ سے تازہ پروگرام کی بجائے ۱۸ مئی ۱۹۹۴ء کا ایک گزشتہ پروگرام پیش کیا گیا جو سوال و جواب پر مشتمل تھا۔

### ۲۴ و ۲۵ اگست ۱۹۹۴ء

ان دونوں دنوں میں "ملاقات" کے بعض گزشتہ پروگرام دوبارہ نشر کئے گئے۔ ان پروگراموں میں حضور انور نے معاندین احمدیت کے اعتراضات کے جوابات بیان فرمائے ہیں۔ ۲۵ اگست کا پروگرام پہلی بار کولون (جرمنی) سے پیش کیا گیا۔

### ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء

آج سے ناصرباغ (گراس گیراؤ۔ جرمنی) میں جماعت ہائے احمدیہ جرمنی کے ۱۹ ویں تین روزہ جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ کے ذریعہ اس عظیم الشان جلسہ کا افتتاح فرمایا۔

## سری لنکا میں کامیاب تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

۲۴ اور ۲۵ اپریل کو جماعت ہائے احمدیہ سری لنکا کا سالانہ جلسہ مسجد احمدیہ نگمبو کے باہر نہایت خوبصورت باغیچہ میں منعقد ہوا۔ پہلا دن لجنہ اماء اللہ کے جلسہ سالانہ کے لئے مخصوص تھا اس میں شرکت کے لئے کولمبو، نگمبو اور پیسالہ سے کثیر تعداد میں مستورات اور ناصرات تشریف لائیں۔ دوسرے دن سے مردوں کا سالانہ جلسہ کا پروگرام شروع ہوا۔ اس میں تمام مستورات نے بھی شرکت کی۔

امسال ایک خاتون نے پیش کش کی کہ وہ اپنے خرچ پر لجنہ اماء اللہ کے لئے ایک ہال تعمیر کر کے دیں گی۔ چنانچہ ۲۵ اپریل کو اس ہال کے سنگ بنیاد کی تقریب منعقد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے جملہ پروگرام بخیر و خوبی نہایت کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئے۔

۸ مئی بروز اتوار شری رام کرشن مشن کولمبو کے نہایت مشہور اور وسیع و عریض ہال میں جماعت کے زیر انتظام مذاہب اور انسانی یکجہتی کے موضوع پر ایک شاندار جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں شرکت کے لئے حکومت سری لنکا کے وزیر پی۔ پی دیوراج اور شری رام کرشن مشن کے سربراہ شری آتما گر نانند سوامی اور ایک بدھ پریسٹ کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل ہی سارا ہال احمدیوں کے علاوہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد سے بھر گیا تھا۔ مکرم محمد ظفراللہ صاحب نیشنل صدر جماعت کی زیر صدارت کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم بشیرالدین صاحب جنرل سیکرٹری نے اپنی تقریر میں مختلف اقوام و ملل کے درمیان یکجہتی اور رواداری پیدا کرنے پر زور دیا۔ پھر بدھ پریسٹ Rev. Mahathera Piyadassi نے حضرت بدھؑ کی بعض تعلیمات پیش کرنے کے بعد اس قسم کے جلسوں کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کی سراہنا کی۔ اس کے بعد مکرم عبدالعزیز صاحب نے اسلام اور امن عالم کے موضوع پر مختصر خطاب کیا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

## بقیہ جلسہ سالانہ جرمنی از صہ ۲

صرف ایک شعبہ ایسا تھا جس کے کارکنان بڑے آرام سے کرسیوں پر براجمان تھے اور وہ فرسٹ ایڈ یعنی طبی امداد کا محکمہ تھا۔ اتنے بڑے مجمع میں کسی حادثہ کا امکان بعید نہیں مگر ان کی رپورٹ کے مطابق سوائے معمولی باتوں کے انہیں کسی ایمرجنسی سے دوچار ہونا نہیں پڑا۔ الحمد للہ۔

خطبہ جمعہ جو مقامی وقت کے مطابق اڑھائی بجے شروع ہوا۔ اس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کو دعاؤں کے ہتھیاروں سے دنیا کے دلوں کو جیتیں۔ شب و روز دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں قوموں کی بقاء کا جو راز بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ معاشرہ میں نیکی کو فروغ دیا جائے اور لوگوں کو بدی سے روکا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ عام طور پر جب لوگ دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں تو خود کو پاکباز جانتے ہیں اور مخاطب کو کم تر درجہ کا۔ اس طرح ان کے انداز میں تحکم پایا جاتا ہے جس سے نصیحت کا الٹا اثر ہوتا ہے اور معاشرہ میں بجائے آپس میں پیار و محبت کے دشمنیاں ملتی ہیں، نفرتوں کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ آپ نے جماعت احمدیہ کو نصیحت فرمائی کہ نصیحت کرنے کے لئے بھی انداز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں اور ان کو اپنائیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو معاشرہ میں امن اور سلامتی کا دور دورہ ہوگا۔ ہر ایک انسان کے اندر سے ہی بدی دور کرنے کا ایک نظام ابھرے گا، ایک شعور پیدا ہوگا کہ اس نے اپنی کمزوریوں کو دور کرنا ہے اور اپنی نیکیوں کو بڑھانا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسلوب کو اپنا کر دنیا میں تبدیلیاں پیدا کریں تو آپ کی خوبیاں آپ کی بدیوں کو کھاجائیں گی۔ آپ نے فرمایا کہ نصیحت دل سے اٹھنی چاہئے تاکہ یہ مخاطب کے دل تک پہنچ جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نصیحت کردار سے اٹھنی چاہئے تاکہ مخاطب کے کردار پر اثر انداز ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ یہی تھا اگر یہ نہ اپنایا جائے تو تمام نصیحتیں بیکار ہو جاتی ہیں۔

جلسہ کے ایام میں مستورات سے خطاب کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آئندہ نسل کی تربیت کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ اگلی نسل کو سدھارنے کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو اپنے بچوں کے دلوں میں ڈالیں۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی عظیم قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب بھی جماعت پر مشکل وقت آیا عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ میدان میں اتریں اور صبر و استقامت کے وہ نمونے دکھائے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں پائے جاتے تھے۔ احمدی مستورات نے نہایت بشاشت سے دین کی راہ میں تمام تکالیف برداشت کیں۔ بعض اوقات ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے خاوندوں، بھائیوں اور بچوں پر ظلم کیا گیا۔ انہیں مارا اور زدوکوب کیا گیا۔ احمدیت کی خاطر طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں مگر انہوں نے صبر کے دامن کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنے ایمان کو محفوظ رکھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے مختلف حصوں میں ہونے والے ظلم کے واقعات سنائے اور بتایا کہ چند جگہوں پر اس قدر سخت سوشل بائیکاٹ کیا گیا کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھوک اور پیاس کی شدت سے بلکتے رہے مگر ان کڑے وقتوں میں بھی ان کا ایمان متزلزل نہ ہوا۔ مستورات کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدی خواتین کی ان قربانیوں کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہوئے آپ خود بھی احمدیت کے لئے قربانیوں کے لئے تیار رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی تیار رکھیں۔

پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آج وہاں ۱۱۲ سے زائد احمدی مسلمانوں پر کلمہ طیبہ پڑھنے کی وجہ سے ۲۹۵/سی کے تحت مقدمات درج ہیں اور اس طرح موت کی سزا ان کے سروں پر لٹک رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک طرف تو ملاؤں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اگر احمدی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں تو انہیں کچھ نہیں کہا جائیگا اور دوسری طرف جب ایک احمدی کلمہ پڑھتا ہے تو اسے توہین رسالت کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے اور اس کے لئے سزائے موت کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت آ رہا ہے کہ جب ملک کے ملک اور قوموں کی قومیں جماعت احمدیہ میں داخل ہونگی کیونکہ خدا تعالیٰ ہر دکھ کے بدلے احسانات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مظلوموں، بے کسوں اور بے سہاروں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کیونکہ شہیدوں کا خون ہی قوموں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتا ہے۔

آپ نے حاضرین کو یہ بھی بتایا کہ قربانیوں کا دور صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں رہے گا۔ ملک کا نام چاہے کچھ ہو جب بھی اللہ تعالیٰ کا فضل جماعت احمدیہ پر نازل ہوتا ہے تو اس کے خلاف لوگوں میں حسد بڑھتا ہے، دشمنیاں بڑھتی ہیں۔ تمام مذاہب کی تاریخ اس پر گواہ ہے اور یورپ میں آپ اپنی آنکھوں سے مذہب کے نام پر مظالم دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے مت خیال کریں کہ آپ یہاں آ کر امن میں ہیں۔ آپ نے نصیحت فرمائی کہ اس وقت کے لئے ابھی سے تیاری کریں اور اپنی آئندہ آنے والی نسل کو بھی اس بات کے لئے تیار رکھیں۔ قرآنی طریق کے مطابق اپنے بچوں کی پرورش کریں۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابیات کے عشق کے واقعات تاریخ اسلام سے سنا کر فرمایا کہ ان صحابیات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سامنے ہر چیز، ہر تعلق بالکل حقیر اور بے حقیقت دکھائی دیتا تھا۔

جلسہ کے دوسرے روز ایک خصوصی اجلاس بوزنین مسلمانوں کا ہوا جس میں بوزنیا، البانیہ اور ملحقہ ریاستوں سے آئے ہوئے ۴۹۰۰ کے لگ بھگ افراد نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں ایک بوزنین احمدی مسلمان نے "امام مہدی کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ" کے موضوع پر تقریر کی جس کا اردو ترجمہ بھی سنایا گیا۔ ایک اور بوزنین احمدی نے "عقائد احمدیت۔ دوسرے فرقوں سے اختلاف" کے موضوع پر ایک مدلل تقریر کی۔ اس تقریر کا بھی اردو خلاصہ حاضرین کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایک بوزنین نے اپنی قبول احمدیت کرنے کا واقعہ بیان کیا اور ایک دوست نے "نظام خلافت اور اس کی برکات" کے موضوع پر تقریر کی۔ ازاں بعد مکرم حمزہ صاحب نے جماعت احمدیہ پر کئے جانے والے اعتراضات اور ان کے جوابات بوزنین زبان میں پیش کئے جن کا خلاصہ اردو زبان جاننے والوں کے لئے پیش کیا گیا۔ اس خصوصی اجلاس میں ایک عرب احمدی نے بھی اپنی قبول احمدیت کی داستان بیان کی جس کا ترجمہ بوزنین زبان میں کیا گیا۔ ازاں بعد مکرم ابراہیم صاحب نے " جماعت احمدیہ میں چندے کا نظام اور اس کی اہمیت " پر روشنی ڈالی۔

نماز ظہر و عصر کے بعد مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بوزنین اور البانین افراد کے سوالات کے جواب دئے۔

ایک سوال کے جواب میں کہ کیا جماعت احمدیہ کو برطانیہ کی حکومت سے امداد ملتی ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کو دنیا کے کسی ملک سے امداد نہیں ملتی۔ ہر احمدی اپنی آمدنی کا کچھ حصہ جماعت کے کاموں کے لئے بطور چندہ دیتا ہے جس سے جماعت کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ جماعت احمدیہ بلا لحاظ مذہب و عقیدہ انسانیت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہے اور اپنی طاقت کے مطابق کام کر رہی ہے۔ آپ نے بتایا کہ بوزنیا کی طرح روانڈا اور صومالیہ میں بھی میری اپیل پر دنیا بھر کی احمدی جماعتوں نے فنڈ مہیا کیا اور اس طرح بعض جگہوں پر احمدی رضاکار خود امدادی سامان لے کر پہنچے اور بعض جگہوں پر حکومت یا دیگر اداروں کی معرفت دکھی انسانیت کی خدمت کی گئی۔

ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ میری امت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے ان میں سے ۷۲ جہنمی ہونگے اور ۷۳واں فرقہ ایک جماعت ہوگی جو صحیح راہ پر ہوگی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج یہ پتہ چلانا کہ وہ ایک جماعت کون سی ہے بہت آسان ہے اس لئے کہ مخالفین احمدیت نے مل کر یہ اعلان کیا ہے کہ ہم ۷۲ فرقے اکٹھے ہیں اور جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس حدیث میں خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کی پہچان یہ بتائی کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر ہوگی یعنی جو کچھ آپؐ اور آپ کے اصحابؓ کے ساتھ روا رکھا گیا وہی اس جماعت کے ساتھ روا رکھا جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ معلوم کرنا کہ آج وہ کون سی جماعت ہے جس کے ساتھ وہی مظالم کئے جا رہے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے ساتھ کئے گئے تھے کوئی مشکل کام نہیں۔ ساری تاریخ اسلام میں صرف جماعت احمدیہ ہی آپ کو ایسی ملے گی جسے خود کو مسلمان کہنے کی اجازت نہیں۔ نماز ادا کرنے کی وجہ سے مقدمات قائم کئے جا رہے ہیں۔ حج کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ احمدی مساجد کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ ان کو گرایا جا رہا ہے اور نئی مساجد بنانے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ احمدیوں کو کلمہ پڑھنے کی وجہ سے سزائیں دی جا رہی ہیں۔ آپ نے حاضرین کو بتایا کہ یہ سب پابندیاں اسلام کے دور اول میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ پر لگائی گئی تھیں۔ ان کو خود کو مسلمان کہلانے کی اجازت نہ تھی بلکہ ان کو " صابی " کہا جاتا تھا۔ کلمہ پڑھنے کی وجہ سے سخت اذیتیں دی جاتی تھیں۔ نماز ادا کرنے سے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں چھوٹی سے مسجد بنائی ہوئی تھی جس کی دیوار کو ظالموں نے گرا دیا تھا۔

جماعت کی ترقی کی رفتار کا جائزہ لیتے ہوئے آپ نے بتایا کہ صرف جرمنی میں گذشتہ سال ۱۰ ہزار سے زائد افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے اور افریقہ میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی ترقی کا سال بہ سال موازنہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ۱۹۹۱ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ ۱۹۹۴ء میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے یہ تعداد بڑھ کر قریباً دگنی ہو گئی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

اجلاس کے آخر میں بوزنین اور البانین قوموں کے سینکڑوں افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس سے پہلے صبح کے اجلاس میں عرب، بنگلہ دیش اور جرمن احباب کی کثیر تعداد امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئی۔

جماعت احمدیہ کے افراد کو مخاطب کرتے ہوئے اختتامی اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جوں جوں جماعت احمدیہ کی ترقی کی رفتار میں اضافہ ہو رہا ہے توں توں مخالفین کی مخالفت میں تیزی آ رہی ہے اور ان کے دلوں میں نئے سرے سے ابال اٹھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج احمدیت کے حق میں قوموں کے دل مائل ہو رہے ہیں اور مختلف اقوام فوج در فوج احمدیت میں شامل ہو رہی ہیں۔ احمدیت کے دشمن ملاں خدا تعالیٰ کی اس تقدیر کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور حسرت سے ترقی کو دیکھ رہے ہیں مگر ان کی کچھ بن نہیں پڑ رہی۔ بس اپنے غیظ و غضب میں گھل رہے ہیں۔ یہی سزا ہے جو انہیں اس دنیا میں

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR

PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN
ARNEY'S
164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA
SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

# اسماء المہدی علیہ السلام

(بشیر احمد قمر)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب لجۃ النور میں فرمایا ہے:

انا المسمی من اللہ باحمد مع اسماء اخری ذکرتھا فی مواضعھا

کہ میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے احمد رکھا گیا ہے علاوہ اور بہت سے ناموں کے جن کو میں نے متفرق مقامات پر اپنی اپنی جگہ بیان کیا ہے

(لجۃ النور، روحانی خزائن جلد ۱۶ صـ ۳۴۳)،

حضور علیہ السلام کی اس تحریر سے میرے دل میں حضورؑ کے ناموں کی تلاش اور یکجا کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ دوران مطالعہ حضور علیہ السلام کی مندرجہ ذیل عبارت میری نظر سے گزری جس کی بنا پر ان ناموں کو حضرت اقدس علیہ السلام کے ہی بیان فرمودہ فلسفہ حکمت کے ساتھ آپ ہی کے الفاظ میں اکٹھا کرنے کی مزید تحریک ہوئی۔

حضور انور نے اپنی شہرہ آفاق کتاب براہین احمدیہ حصہ سوم میں جو آپ نے اپنے دعویٰ سے کئی سال پہلے شائع فرمائی ہے۔ چند ایسے الہامات لکھنے کے بعد، جن میں آپ کو بہت سی تعریف کے بعد "داعیاً الی اللہ" اور "سراجاً منیرا" کے خطابات جلیلہ سے نوازا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہاں سوال ہو سکتا ہے کہ کیوں ایک امتی کی اس قدر تعریف کی گئی ہے اور اس میں کیا مصلحت اور حکمت ہے۔ اس کے دو بزرگ فائدے ذکر کرنے کے بعد حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جب خداوند تعالیٰ عز اسمہ مصلحت مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندہ کی جس کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے کچھ تعریف کرے تو اس بندہ پر لازم ہے کہ اس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیت سے اچھی طرح مشتہر کرے اور اس بات سے نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہیں گے ........

درحقیقت یہ تعریفیں عوام الناس کے حق میں موجب بہبودی ہیں اور گو ابتداء میں عوام الناس کو وہ تعریفیں مکروہ اور کچھ افتراء سا معلوم ہوں لیکن انجام کار خدائے تعالیٰ ان پر حق الامر کھول دیتا ہے۔ اور جب اس ضعیف بندہ کا حق بجانب ہونا اور موید من اللہ ہونا عوام پر کھل جاتا ہے تو وہ تمام تعریفیں ایسے شخص کی کہ جو میدان جنگ میں کھڑا ہے، ایک فتح عظیم کا موجب ہو جاتی ہیں اور ایک عجیب اثر پیدا کر کے خدا کے گم گشتہ بندوں کو اصلی توحید اور تفرید کی طرف کھینچ لاتے ہیں۔ اور اگر تھوڑے دن ہنسی اور ملامت کا موجب ٹھہریں تو ان ٹھٹھوں اور ملامتوں کا برداشت کرنا خادم دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد ۱ صـ ۲۷۲، ۲۷۳، حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

حضور اقدس علیہ السلام نے مصلحت مذکورہ کی بناء پر ان تعریفوں کا ذکر متفرق مقامات پر کیا ہے۔ چنانچہ جو تعریفیں اسماء و خطابات کی صورت میں کی گئی ہیں۔ ان کو حضور علیہ السلام کے بیان فرمودہ فلسفہ و حکمت میں اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بعض لوگ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے کثرت اسماء پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اعتراض یا تو محض تعصب سے کیا جاتا ہے یا عدم تدبر اور علمی فقدان کا نتیجہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کثرت اسماء، کثرت اوصاف و کمالات پر دلالت کرتا ہے۔ خود اس خدائے واحد و یگانہ کے صفاتی نام ان گنت ہیں:

لہ الاسماء الحسنیٰ

پھر اس کی ان صفات میں سے بعض بظاہر ایک دوسرے کے بالکل متضاد بھی ہیں۔ مثلاً وہ محی بھی ہے اور ممیت بھی۔ معز بھی ہے اور مذل بھی۔ غفور و رحیم بھی ہے اور شدید العذاب بھی۔ بایں ہمہ یہ مسلمہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کی کثرت کوئی قابل اعتراض شے نہیں بلکہ یہ اس کی عظمت اور کمال پر دلالت کرتے ہیں۔ ایسے ہی صفات باری تعالیٰ کے مظہر اتم، سید الاولین والآخرین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی سینکڑوں نام قرآن و حدیث اور علماء ربانی نے بیان کئے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عام آدمی کے بھی عمر اور زمانہ کے لحاظ سے نام اور مقام بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً وہ بیک وقت کسی کا بیٹا ہو گا، کسی کا پوتا، نواسہ، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بھائی وغیرہ۔ اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں خاوند، داماد، پھوپھا، خالو، بہنوئی وغیرہ۔ اولاد ہونے کی صورت میں باپ، دادا، نانا، خسر وغیرہ۔ الغرض ایک ہی شخص کے مختلف نسبتوں سے اس کے مختلف درجات و مقامات اور خطابات و القاب ہو سکتے ہیں۔ اور بسا اوقات اسے مختلف ہی نہیں بلکہ متضاد نام بھی دئے جاتے ہیں۔ مثلاً باپ بھی ہے اور بیٹا بھی۔ دادا بھی ہے اور پوتا بھی۔ نانا بھی ہے اور کسی کا خود نواسہ بھی۔ ماموں بھی ہے اور بھانجہ بھی، چچا بھی ہے اور کسی کا بھتیجا بھی وغیر ذالک۔ اور ظاہر ہے کہ بسا اوقات ایک آدمی کو یہ سب مقامات حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کاروبار اور پیشوں کے لحاظ سے الگ نام ہیں لیکن اس پر کوئی عقلمند اعتراض نہیں کرتا بلکہ یہ چیز اس کے بڑے خاندان، لمبی عمر اور وسیع برادری پر دلالت کرتی ہے۔

یہی حکمت حضرت مہدی علیہ السلام کے ناموں کی ہے۔ آپ قرآنی پیش گوئی "واذا الرسل اقتت" (سورہ مرسلات)، کے مصداق اور موعود اقوام عالم ہیں اس لئے آپ کو بہت سے ناموں سے پکارا گیا ہے۔ اور ان ناموں میں بہت سے حقائق بیان کئے گئے ہیں۔ جو آپ کی صداقت کا ثبوت ہیں۔

کتاب "الصراط السوی فی احوال المہدی" میں لکھا ہے کہ مہدی کے بے شمار نام ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"بوجہ مظہر اوصاف الٰہی و خلیفہ ہونے کے وجہ اللہ، عین اللہ، ید اللہ، یمین اللہ، قوۃ اللہ، حبیب اللہ، کے القاب سے پکارے جاتے ہیں"۔

(الصراط السوی فی احوال المہدی مصنفہ سید محمد سبطین السرسوی، صـ ۴۳۹)

چونکہ مہدی آخرالزماں فنا فی الرسولؐ ہونے کی وجہ سے وارث اوصاف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لحاظ سے بھی آپ کے بے شمار نام ہیں۔ چنانچہ صاحب کتاب "الصراط السوی فی احوال المہدی" لکھتے ہیں:۔

"اور آنحضرتؐ جامع جمیع اوصاف انبیاء ہیں اور مہدی آخر زماں وارث اوصاف محمد مصطفیٰ۔ لہٰذا وہ بھی جمیع اوصاف انبیاء کو حاوی و جامع ہیں۔ اور خلیفہ خدا اور حجۃ اللہ۔ اس لئے ان کے اسماء و القاب بھی بلحاظ کثرت اوصاف بہت ہی زیادہ ہیں بلکہ ہم سب پر احاطہ بھی نہیں کر سکتے"۔

(الصراط السوی فی احوال المہدی صـ ۴۳۸)

حضرت مہدی معہود علیہ السلام مختلف انبیاء کے نام دئے جانے کی ایک اور وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ان ناموں میں موجودہ زمانہ کے لوگوں کی حالت بیان کی گئی ہے اور ان کے انجام کی طرف بھی اشارہ ہے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک الہامی خطاب "جری اللہ فی حلل الانبیاء" یعنی رسول خدا تمام گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے پیرایوں میں کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا۔ ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔ اس پر خدا نے مجھے اطلاع دی اور اس میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے جانی دشمن اور سخت مخالف جو عناد میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ جن کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا گیا۔ اس زمانہ کے اکثر لوگ بھی ان سے مشابہ ہیں۔ اگر وہ توبہ نہ کریں۔

غرض اس وحی الٰہی میں یہ جتلانا منظور ہے کہ یہ زمانہ جامع کمالات اخیار و کمالات اشرار ہے اور اگر خدا تعالیٰ رحم نہ کرے تو اس زمانہ کے شریر تمام گزشتہ عذابوں کے مستحق ہیں۔ یعنی اس زمانہ میں تمام گزشتہ عذاب جمع ہو سکتے ہیں۔ ....... صرف اس قدر اجمالاً کافی ہے کہ ہر ایک گزشتہ نبی کی عادت اور خاصیت اور واقعات میں سے کچھ مجھ میں ہے۔ اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے گزشتہ نبیوں کے ساتھ رنگا رنگ طریقوں میں نصرت اور تائید کے معاملات کئے ہیں ان معاملات کی نظیر بھی میرے ساتھ ظاہر کی گئی ہے اور کی جائے گی"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صـ ۱۱۶، ۱۱۷)

ان اسماء و خطابات کی تشریح کے مطالعہ سے حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ ایک نئے رنگ میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ انہی صفات کے ذریعہ آپ کے ارفع و اعلیٰ مقام و مرتبہ، فرائض و ذمہ داریوں اور ایسے ہی اس زمانہ کے سیاسی و سماجی، معاشرتی و تمدنی اور جسمانی و روحانی حالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ نیز دوستوں اور دشمنوں کا انجام بتایا گیا ہے۔ آپ پر کئے جانے والے اعتراضات و الزامات کی پیش گوئی اور پھر انہیں ناموں کے ذریعہ ان الزامات کی تردید یا بالفاظ دیگر ہر قسم کے اعتراضوں اور الزاموں کی تردید یا جواب صرف نام کے ذریعہ دیا گیا ہے۔

نیز اس کے مطالعہ سے کثرت اسماء کا فلسفہ بھی معلوم ہو گا اور معترضین کے اس اعتراض کا جواب بھی کہ کیا مانیں کبھی مرزا صاحب آدم بنتے ہیں، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب، کبھی مسیح و مہدی، کبھی مریم، کبھی نبی، کبھی مجدد و محدث، کبھی ظلی و بروزی نبی وغیرہ؟۔

الغرض ان ناموں کے ذریعہ بہت بڑے حقائق کو بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قارئین کرام اس کے مطالعہ سے معلوم کر لیں گے۔ جن اسماء کی تشریح نہیں کی گئی اسی اصول پر ان سے بھی بہت سے حقائق کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ فافہم و تدبر۔

## مختلف دعاوی

آپ کے مختلف دعاوی بھی اپنے اندر ایک حقیقت رکھتے ہیں۔ مثلاً آپ مجدد ہیں ان معنوں میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد آئے گا جو مفاسد موجودہ کی تجدید و اصلاح کرے گا اور ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ جس سے لاکھوں کروڑوں انسان روحانی لحاظ سے ہلاک ہوئے وہ پادریوں کا فتنہ تھا۔ اس لحاظ سے اس صدی کے مجدد کا سب سے بڑا کام اور فریضہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ وہ کسر صلیب کرے اور عقیدہ تثلیث کو پاش پاش کرے۔ حضرت مہدی معہود اور مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کام عظیم الشان رنگ میں کر دکھایا۔ جس کا شدید مخالفین کو بھی اقرار ہے۔ اس کی تفصیل آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے اور عملاً آپ کی جماعت کا تمام دنیا میں عیسائیت سے کامیاب مقابلہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ مجدد برحق ہیں — اور — جس صدی کے مجدد کا یہ کام ہے وہی مسیح موعود اور عیسیٰ بھی ہے۔ کیونکہ اسی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث میں مسیح اور عیسیٰ کر کے ذکر فرمایا ہے۔


DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121



SUPPLIERS OF ALL CROCKERY, CUTLERY AND DISPOSABLE CROCKERY FOR WEDDINGS, PARTIES AND OTHER SOCIAL FUNCTIONS

ABBA
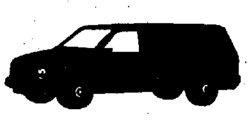

CATERING SUPPLIES
081 574 8275 / 843 9797
1A Greenford Avenue,
Southall, Middx UB1 2AA

## نبی

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بار بار نبی کر کے پکارا ہے۔ نبی کے نام میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ نے کثرت سے آپ کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ فرمایا ہے۔ اور آپ نے تجدید دین، الہام الٰہی اور وحی آسمانی کی راہنمائی میں کی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو صداقت اور معانی و مفہوم وحی والہام کے ذریعہ قائم ہو اس کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے قرآنی صداقتوں کو اپنے مخالفین اور غیر مسلموں کے سامنے بڑی تحدی سے پیش کیا۔ اور ان صداقتوں کو توڑنے والوں کے لئے بھاری انعامات مقرر فرمائے جس کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کا نام نبی رکھ کر (مسلم، ابو داؤد) مہدی معہود اور مسیح موعود کی صداقت کی یہ علامت بتائی تھی کہ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا۔ اور اخبار غیبیہ کے اظہار میں غلبہ بخشے گا۔ اس نام میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس کے فیصلے اپنے اجتہاد اور قیاس سے نہ ہونگے بلکہ وحی والہام کی بناء پر ہونگے۔ اس نام میں ایک اور خبر بھی دی گئی ہے کہ اس کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوگا۔ کیونکہ نبوت کی برکات کو ہمیشہ خلافت کے ذریعہ سے قائم رکھا جاتا ہے اور اس نام میں یہ بتایا گیا تھا کہ حسب پیش گوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم خلافت علیٰ منہاج النبوت ہوگی اور امامت بصورت خلافت ہوگی۔

## خلیفہ

آپ کو خلیفہ کا لقب بھی دیا گیا ہے۔ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں جو اپنے آقا و مطاع کی برکتوں کا وارث ہوتا ہے۔ پس خلیفہ کہہ کر اس غلطی کا ازالہ کیا گیا ہے جو نبی کے نام سے ہو سکتی تھی۔ کہ آپ نے کوئی مستقل اور حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو نئی شریعت یا نیا کلمہ لانے والا ہوتا ہے اور براہ راست یہ مقام حاصل کرتا ہے کسی نبی کی پیروی کے نتیجے میں نہیں ہوتا۔ اسی کی تشریح میں آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے جو کچھ پایا ہے حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے پایا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے صفات احادیث و روایات میں بیان کئے گئے ہیں۔ ایسے ہی علماء و اولیائے امت نے بھی بیان کئے ہیں۔ ہم نے ان کا ذکر اس مقالہ میں نہیں کیا۔ اس مقام میں صرف ان صفات و خطابات و القابات کا ذکر کیا گیا ہے جو حضور علیہ السلام نے اپنی کتب میں تحریر فرمائے ہیں۔ جن کے ذریعہ آپ کے عالی مقام و مرتبہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور جو اپنے اندر ایک حقیقت رکھتے ہیں۔ اور ابھی مزید تحقیق کی گنجائش موجود ہے۔ یہ اتنا وسیع مضمون ہے کہ آگے ایک ایک نام یا صفت پر مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔

اس مقالہ کا ہم نے "اسماء مہدی" نام رکھا ہے لیکن یہاں اسماء سے مراد صفات یا خطاب اور القاب وغیرہ ہیں۔ اسماء کا لفظ خود اس مفہوم کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

## مسیح موعودؑ کے تمام اسماء و خطابات صفاتی ہیں

روایات و آثار میں امام مہدی کے بہت سے نام گنائے گئے ہیں لیکن ایسی روایت بھی ملتی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسیح و مہدی کا ذاتی نام سوائے خدا و رسول اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کسی کو علم نہیں۔ چنانچہ ذیل میں بحار الانوار کی ایک روایت درج کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا ذاتی نام کسی کو معلوم نہیں ہے۔ حضرت امام جعفرؒ سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امام مہدی کا نام دریافت فرمایا تو آپ نے جواب میں فرمایا:۔

اما اسمہ فلاان حبیبی و خلیلی عھد الی ان لا احدث باسمہ حتی یبعث اللہ عز و جل و ھو مما استودع اللہ عز و جل رسولہ فی علمہ

(بحار الانوار جلد ۱۳ صـ ۸
بحوالہ امام مہدی کا ظہور)

یعنی اس کا نام تو میں نہیں بتاتا کیونکہ میرے حبیب اور میرے دوست نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اس کا نام کسی کو نہ بتاؤں اور یہ ان امور میں سے ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول کو دیا ہے۔

پس اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی معہود علیہ السلام کے تمام نام صفاتی ہیں۔

## میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی سے آپ ہی خبر دی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

قل اجرد نفسی من ضروب الخطاب

یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے۔ میرا اس میں کوئی دخل نہیں ہے ........ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو۔ مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا کہ میں تجھے دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن
جلد ۲۲ صـ ۱۵۲، ۱۵۳)

ابتداء سے گوشہ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار
اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
کون ہوں تا رد کروں حکم شہ ذی الاقتدار
اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار
اس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مرور روزگار
کھول کو دیکھو براہیں جو کہ ہے میری کتاب
اس میں ہے یہ پیش گوئی پڑھ لو اس کو ایک بار
اب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے
اس قدر امر نہاں پر کس بشر کو اقتدار

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس قدر نام دئے گئے ہیں وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہیں

ہر کہ در راہ محمدؐ زد قدم
انبیاء راشد مثیل آں محترم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس قدر اسماء و خطابات سے سرفراز کیا گیا ہے دراصل ان سب کا حقیقی مصداق سیدنا و سید الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے کسی امتی کو ان ناموں سے پکارا جانا اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ فنافی الرسول کا مقام رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آدم نام کی حقیقت اور وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "آخری زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور میری نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی ہے"۔

سچ ہے:

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمدؐ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

ایک اور جگہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے "فبھدٰھم اقتدہ" (انعام : ۹۱)۔ یعنی اے رسول تو ان ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمدؐ کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمدؐ کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں ..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی۔ اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پا کر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن
جلد ۵ صـ ۳۴۳)

## یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرتؐ کی ہی ہے

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:۔

"کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری طبیعت اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں کہ میں اپنے آپ کو کسی تعریف کا خواہشمند پاؤں اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں۔ میں ہمیشہ انکساری اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا ہوں۔ لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے باہر نکالا اور جس قدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اس نے اپنے پاک کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے کیا۔ یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے۔ احمق اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ مگر سلیم الفطرت اور باریک نگاہ سے دیکھنے والا دانشمند خوب سوچ سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت واقعی ضروری تھا کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر ہتک کی گئی ہے اور عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اس سید الکونین کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔ اور ایک عاجز مریم کے بچے کو خدا کی کرسی پر جا بٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے آپؐ کا جلال ظاہر کرنے کے لئے یہ مقدر کیا تھا کہ آپ کے ایک ادنیٰ غلام کو مسیح ابن مریم بنا کے دکھا دیا۔ جب آپؐ کی امت کا ایک فرد اتنے بڑے مدارج حاصل کر

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE
GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

# خطبہ جمعہ

## اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں تمام عالم کو محمد رسول اللہ کے لئے فتح کرنے کے لئے کھڑا کر دیا ہے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۵ اگست ۱۹۹۴ء مطابق ۵ ظہور ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ‹بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*›.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (سور آل عمران: ۱۰۳ تا ۱۰۶)

آج کے دن جو مختلف ممالک میں اجتماعات ہو رہے ہیں یا کل یا پرسوں ہوں گے ان سے متعلق بعض اعلانات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ان سب ممالک کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا ذکر بھی جمعہ میں چلے اور اس طرح اس عالمی برادری میں سب کو ہمارے لئے بھی دعا کی توفیق ملے۔ ملائشیا کا جلسہ سالانہ اللہ کے فضل کے ساتھ آج ۵ اگست سے شروع ہو رہا ہے تین دن تک جاری رہ کر سات اگست کو اختتام پذیر ہو گا۔ لجنہ اماء اللہ گیانا کا جلسہ سالانہ ۷ اگست بروز اتوار منعقد ہو گا۔ آج ۵ اگست کو مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ کا تیسرا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ مسس ساگا ایسٹ (کینیڈا) کا ایک روزہ سالانہ اجتماع کل ۶ اگست کو منعقد ہو رہا ہے اسی طرح خدام الاحمدیہ مارخم کا سالانہ اجتماع بھی کل منعقد ہو گا۔ مجلس خدام الاحمدیہ ویسٹرن کینیڈا کا دو روزہ سالانہ اجتماع کل ۶ اگست سے شروع ہو رہا ہے اور ۷ اگست بروز اتوار اختتام پذیر ہو گا۔

جلسہ سالانہ یو۔ کے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک غیر معمولی شان کا جلسہ ثابت ہوا۔ اللہ کے فضلوں کو ہم ہمیشہ برستا دیکھتے ہیں لیکن ان فضلوں میں بھی بعض دفعہ اچانک یوں لگتا ہے جیسے غیر معمولی تیزی پیدا ہو گئی ہے اور توقع سے بڑھ کر اللہ کے فضلوں کی برسات ہوتی ہے۔ جلسہ سالانہ جس صورتحال میں اختتام پذیر ہوا اس میں کسی انسانی حکمت اور کسی منصوبہ بندی کا کوئی ادنیٰ سا بھی دخل نہیں تھا۔ لوگوں نے بعد میں مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا میں نے کہا مجھے تو لگتا تھا کہ اچانک بارش شروع ہو گئی ہے حالانکہ بارش پہلے بھی ہو رہی تھی لیکن بعض دفعہ بارش میں بھی اس قدر زور پیدا ہو جاتا ہے کہ لگتا ہے اب بارش شروع ہوئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ نے دشمن کو جماعت احمدیہ کے عالمی اجتماع کا ایک نظارہ دکھانا تھا اور بتانا تھا کہ اس وقت ایک ہی امت واحدہ ہے جو حقیقت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا حق رکھتی ہے وہ جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر اس طرح اکٹھی ہو گئی ہے کہ ایک جسم کے ٹکڑوں کی طرح ساری دنیا کی جماعت بن چکی ہے۔ اور کس طرح بے ساختگی کے ساتھ جگہ جگہ سے بے قرار فون آنے لگے ہمارا بھی ذکر کرو، ہمارا بھی ذکر کرو اور ہمارا بھی ذکر کرو۔ مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب، ہر طرف دنیا کے تمام باشندے، مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے اس ایک عالمی وجود کا ایک حصہ بن چکے تھے۔ حصہ تو تھے لیکن جس شان سے خدا نے ایک وجود کے حصے کے طور پر ان کو دکھایا ہے یہ ایک ایسی کیفیت تھی جس کے لئے نشے کے سوا کوئی لفظ مجھے ملتا نہیں اور دیر تک نشے کی کیفیت رہی۔ میری بیٹی نے مجھ سے پوچھا کہ ابا کیا حال ہے۔ میں نے کہا میں تو اس وقت بتا بھی نہیں سکتا کہ کیا حال ہے۔ اس نے کہا میرا بھی یہی حال ہے لیکن بات یہ ہے کہ اللہ میاں نے اتنی زیادہ خوشیاں ایک دن میں اکٹھی کر دیں کہ ان کے پوری طرح شعور کی طاقت نہیں رہی تھی اس لئے میں نے تو فیصلہ کیا ہے کہ اب باری باری ایک ایک حصے کو سوچ کے سارا دن اسی کے مزے لوں گی اور یہ بات بہت اچھی تھی اور میرے دل کو بھی لگی۔ میں نے بھی یہی سوچا یہی ایک طریق ہے جب بہت زیادہ چیزیں اکٹھی ہو جائیں تو انسان پھر بعد میں تسلی سے مزے لیتا ہے اور یہ تو ایسا دن گذرا ہے اور جلسہ بحیثیت مجموعی اول سے آخر تک کہ سارا سال مزے لینے کے لئے سامان اکٹھے ہو گئے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگلے سال انشاء اللہ اس سے بھی زیادہ مزے کے سامان پیدا ہوں گے کیونکہ ہر دفعہ جب ہم کوشش کرتے ہیں کہ بہت اچھی باتیں پیدا ہوں ان سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کچھ اور باتیں دکھا دیتا ہے یہ بتانے کے لئے کہ تمہارے صرف ہاتھ لگ رہے ہیں اس قافلے کو حرکت اللہ دے رہا ہے اور تمہارے ہاتھ لگوا دیتا ہے کہ تمہیں بھی محسوس ہو کہ کچھ تمہارا بھی حصہ پڑ گیا۔

اور اللہ کے فضل کے ساتھ اس عالمی برادری کے انعقاد میں جو بنیادی بات کار فرما ہے اس کو بھولنا نہیں چاہئے اور وہ ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں اور اللہ کا آپ سے وعدہ۔ پس اگر ہم اس حقیقت کو بھلا دیں اور محض مزے میں پڑے رہیں تو وہ مزہ بالکل بے کار اور بے معنی ہو جائے گا۔ اس مزے کا جس بنیادی حقیقت اور سچائی سے تعلق ہے اس کے واسطے سے مزے لوٹیں تو اور ہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہاں وہ دن چودہ سو سال پہلے عرب میں ایک عظیم معجزہ رونما ہوا یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور یکا و تنہا آپ کو تمام دنیا پر غالب آنے کی خوشخبریاں دی گئیں۔ اس وقت جب آپ یکا و تنہا تھے اور تمام دنیا کی فتوحات کے ذکر اس زمانے میں حیرت انگیز لگتے ہوں گے۔ وہ وجود جو مکے میں بھی اس طرح بدسلوکی کا شکار رہا، ایسی ظالمانہ بدسلوکیوں کا شکار رہا کہ عرب سمجھتے تھے کہ جب چاہو ایک چٹکی کے مسلنے کی طرح اس شخص کو ہم ہلاک کر سکتے ہیں اور اگر نہیں کرتے تھے تو سمجھتے تھے ہم نے ہاتھ روکے ہوئے ہیں۔ قومی روایات کی خاطر، قبائلی تعلقات کی خاطر اور کچھ رسم و رواج ہیں پرانے جو چلے آرہے ہیں، وہ یہی سمجھا کرتے تھے کہ ہم نے ہاتھ روکے ہوئے ہیں۔ مگر جب ہاتھ چلانے کا فیصلہ کیا تو دیکھیں خدا نے کیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے ہر پھندے سے آزاد فرمایا ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دیا۔ ان کا ہاتھ آپ تک پہنچتے پہنچتے بھی ایسا بے کار ہو گیا جیسے شل ہو گیا ہو۔ وہ غار ثور کا واقعہ ہمیشہ کے لئے ایک معجزے کے طور پر انسانی تاریخ میں چمکتا رہے گا اور کوئی اس کا عقلی جواز انسان کو سمجھ نہیں آسکتا کہ یہ ہو کیسے گیا ہے اور اگر یہ ہو نہ چکا ہوتا اور تاریخ کا حصہ نہ بن چکا ہوتا تو دنیا کے لوگ کبھی مانتے نہ کہ ایسا واقعہ ممکن ہے۔ یعنی ریگستان میں جہاں دور دراز تک کوئی چھپنے کی جگہ نہیں صحرا کھلا ہوا پڑا ہے جس پر قدموں کے نشان ایک دفعہ پڑ جائیں جب تک آندھیاں نہ آئیں وہ نشانات اسی طرح ثابت رہتے ہیں کوئی چیز ان کو مٹاتی نہیں۔ ایسے ہی ایک خاموش دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مدینے کی طرف ہجرت فرما رہے ہیں اور ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اس پر چڑھ کر غار ثور میں پناہ ڈھونڈتے ہیں اور مشہور کھوج لگانے والے آپ کے دشمنوں کے ساتھ جو تعاقب کر رہے تھے ساتھ ساتھ چلے آرہے تھے بلکہ راہنمائی کر رہے تھے اور ایسی صورت میں انہوں نے کہا یہ پہاڑی ہے اس پر وہ چڑھے ہیں۔ تو سب اوپر چڑھ گئے وہاں ایک غار کے سوا کوئی چھپنے کی جگہ نہیں تھی۔ غار پر اس طرح کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ ان کے پاؤں نیچے سے دکھائی دے رہے تھے اور اس عرصے میں ایک مکڑی نے جالا بن دیا اور کہا جاتا ہے کبوتری نے یا

کسی پرندے نے اس پہ انڈا دے دیا۔ یہ چھوٹا سا واقعہ ہوا ہے اور وہ گھر جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ تمام گھروں میں سب سے کمزور گھر ہے یعنی جالا، وہ دنیا کے سب گھروں سے زیادہ طاقتور بن گیا جب خدا کا اذن آیا اور دشمن کو توفیق نہ ملی کہ اس نازک ترین گھر کو پار کر کے وہ جو پیچھے پناہ گزین تھا اس کو گزند پہنچا سکے۔ یہ ایک بہت ہی عظیم الشان واقعہ ہوا ہے ایسے شخص سے اس کمزوری کی حالت میں خدا نے وعدے فرمائے اور کچھ وعدے ایسے تھے جو آپؐ کے دیکھتے میں آپؐ کی زندگی میں بڑی شان سے پورے ہوئے۔

[خطبہ کے دوران "غار ثور" کی بجائے "غار حرا" کے الفاظ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ادا ہو گئے تھے۔ اس موقعہ پر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے لکھ کر اس طرف حضور کو توجہ دلائی تو حضور نے فرمایا:]

"میں غار حرا کہہ رہا تھا۔ یہ غار ثور ہے غار حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عبادتیں کیا کرتے تھے نا وہیں سے نبوت کا آغاز ہوا ہے تو لفظ حرا میرے ذہن پہ اتنا حاوی رہا ہے کہ پہلے بھی میں ایسے کر چکا ہوں غار ثور کی بات بھی کرتا ہوں تو منہ سے حرا ہی نکلتا تھا کیونکہ اسلام کا سورج حرا سے طلوع ہوا ہے اور ثور میں عارضی طور پر چھپا تھا جیسے بدلی اس پہ سایہ ڈالے مگر یہ جو وجہ ہے یہ پہلی دفعہ نہیں پہلے بھی کئی دفعہ ہو چکا ہے اس لئے فوری طور پہ چٹ لکھ کے مجھے یہ بتا دیا کریں جب میں ثور کی بات کروں اور حرا کہہ رہا ہوں" اس وضاحت کے بعد حضور نے خطبہ کا مضمون جاری رکھتے ہوئے فرمایا:]

**اس وقت ایک ہی امت واحدہ ہے جو حقیقت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا حق رکھتی ہے وہ جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر اس طرح اکٹھی ہو گئی ہے کہ ایک جسم کے ٹکڑوں کی طرح ساری دنیا کی جماعت بن چکی ہے۔**

بہرحال غار ثور کا واقعہ ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پناہ لے رکھی تھی اور آئندہ بھی آپؐ کی زندگی میں (یعنی آئندہ سے مراد اس وقت سے لے کر آگے تک) ہر کمزوری کی حالت میں آپؐ کو عظیم الشان وعدے دیئے گئے ہیں۔ ایک وقت وہ تھا جبکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خندق کھودنے میں مصروف تھے اور ایسی کمزوری کی حالت تھی کہ یہ ڈر تھا کہ اگر خندق کی تیاری سے پہلے دشمن آ جائے تو مدینے والوں کے دفاع کی کوئی صورت باقی نہیں تھی اور بڑا بھاری دشمن تمام قبائل کا لشکر کشی کر رہا تھا اور قریب سے قریب تر آ رہا تھا۔ تمام صحابہ دن رات محنت کر کے خندق کھود رہے تھے لیکن مشکل یہ آ پڑی کہ ایک پتھر رستے میں حائل ہو گیا اگر وہ نہ توڑا جاتا تو وہ خندق چل نہیں سکتی تھی۔ جب سب زیادہ سے زیادہ طاقتور اور قوی ہاتھ بے کار ہو گئے اور اس پتھر کو نہ توڑ سکے اس وقت حضرت اقدس محمد رسول اللہ سے درخواست کی گئی کہ یا رسول اللہ آپ اب اس پتھر پر ضرب لگائیں اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کمزوری کا یہ عالم تھا یعنی جسمانی کمزوری کا کہ بھوک کی شدت سے اس وقت صحابہ پیٹ پہ پتھر باندھے پھر رہے تھے۔ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ذکر کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو حالت ہے دیکھو پتھر باندھے ہوئے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ یعنی سب سے زیادہ بھوک کی تکلیف حضرت محمدؐ رسول اللہ کو تھی۔

اس وقت جب آپؐ نے اس آلے سے وار کیا ہے جو کدال یا گینتی کہلاتی ہے شاید۔ اس سے جب پتھر پہ ضرب لگائی اس سے ایک چنگارا اٹھا تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ پھر ایک اور ضرب لگائی پھر ایک چنگارا اٹھا پھر ایک اور ضرب لگائی پھر ایک اور چنگارا اٹھا اور پتھر دو نیم ہو گیا اور وہ روک جاتی رہی۔ اس وقت صحابہ نے آپؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپؐ نعرہ کیوں لگاتے تھے ساتھ جب شعلہ بلند ہوتا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے اس شعلے میں کبھی یمن کے قلعوں کی چابیاں پکڑائیں کبھی میں ان شعلوں میں مشرق یعنی اہل فارس کی فتوحات دیکھتا تھا کبھی مغرب کی فتوحات دیکھتا تھا۔ تین ایسی خوشخبریاں تھیں جن کا ترتیب کے ساتھ مجھے لفظاً ذکر یاد نہیں رہا اس لئے میں اس سے احتراز کر رہا ہوں۔ مگر بنیادی طور پر یہ بات ہے اس انتہائی کمزوری کی حالت میں جبکہ دفاع کے لئے بھوکے خندق کھود رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قیصر و کسریٰ اور یمن کے قلعوں کی فتوحات کے نظارے دیکھ رہے تھے ایسی حالت میں اگر دشمن آپ کو مجنون کہتا تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی لفظ نہیں تھا۔ ایسی باتیں یا مجنون کیا کرتے ہیں یا سب سے زیادہ صادق اور سب سے زیادہ باشعور انسان جو اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ پس ان کی اندھی آنکھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اصلی مقام تو نہیں دیکھا مگر جو فتویٰ دیا ہے وہ ان دو کے سوا کسی پر لگ نہیں سکتا۔ ایسی حالت میں جو انسان بلند بانگ دعاوی کرے اور یہ کہے کہ میں قیصر و کسریٰ کی فتح کے خواب دیکھ رہا ہوں یا اس کے نظارے مجھے دکھائی دے رہے ہیں یا ان کے محلات کی چابیاں مجھے عطا کی جا رہی ہیں ایسے شخص کو دنیا یا تو پاگل کہے گی یا پھر خدا تعالیٰ کا برگزیدہ، چنیدہ، بھیجا ہوا رسول، ایسا نبی جس سے خدا خود پیار کی باتیں کرتا ہے، جسے خود آسمان سے خوشخبریاں عطا کرتا ہے ان دو انتہاؤں کے بیچ میں اور کوئی مقام نہیں ہے۔ پس انہوں نے تو بہرحال اس بات کی تصدیق کی کہ یہ ناممکن بات ہے پس ان کے مجنون کہنے میں بھی حقیقت میں ایک بہت بڑا اعتراف حق ہے اور آئندہ زمانوں میں کام آنے والا اعتراف حق تھا۔ ایسی صورت تھی کہ دنیا والے کی نظر میں وہ باتیں ناممکن تھیں۔ ایک دیوانے کے خواب سے زیادہ ان باتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور ایک ایک بات اللہ نے ان لوگوں کے دیکھتے میں ان کی زندگیوں میں پوری کر دکھائی۔

کچھ ایسے وعدے تھے جن کا آخرین سے تعلق تھا اس دور سے تعلق تھا جس دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں تمام عالم کو محمد رسول اللہ کے لئے فتح کرنے کے لئے کھڑا کر دیا ہے۔ ہم اس سے بہت زیادہ عاجز ہیں جو خدا کے عاجز بندے محمد رسول اللہ کے ساتھ تھے۔ ان سے بہت زیادہ کمزور ہیں جو خدا کے کمزور بندے محمدؐ رسول اللہ کے اس وقت ساتھ تھے۔ کیوں؟ ان کی طاقت کے پیمانے اور تھے اور وہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی قوت سے براہ راست فیض پا کر قوی ہوئے تھے۔ ہمارے درمیان چودہ صدیاں حائل ہیں اور اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان ہے کہ آپ نے بھی دعاؤں اور درود کی برکت سے وہ مرتبہ پالیا وہ فیض پالیا کہ آپ کی پرورش میں آنے والے آپ کے پروں اور اس کے سائے تلے پلنے والے اور نشو و نما پانے والے وہ آخرین جن کا اولین سے چودہ سو سال کا فرق تھا خدا تعالیٰ نے ان کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا فیصلہ فرمالیا اور قرآن میں یہ خوشخبری رکھ دی کہ آخرین ایسے ہوں گے جو اولین سے ملائے جائیں گے۔ یہ عجیب دور ہے ہم اس خوشخبری کو نہ صرف اپنی ذات میں پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں بلکہ ایک ایسا تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں جو تاریخ بنانے والے ہیں تاریخ کا پھل نہیں ہیں۔ ہمارے ذریعے تاریخ بنائی جا رہی ہے اور وہ تاریخ جس کا ہم پھل ہیں وہ محمدؐ رسول اللہ نے بنائی تھی پس آئندہ بھی جو تاریخ ہمارے ذریعے بنے گی وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ہی کی تاریخ ہے گویا ہمارے واسطے سے اس تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہو رہا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف میں نے مختصراً اشارہ کیا تھا کہ اس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر لطف اندوز ہوں۔ اگر آپ اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں گے تو جتنی بھی آپ کی کامیابیاں ہیں وہ ساری کامیابیاں ایسی سعادتیں نظر آئیں گی جن کے ہم حقدار نہیں تھے وہ ایسے سہرے نظر آئیں گے جو پہلوں کے سروں پر باندھے جانے کے لائق تھے انہی کے فیض سے انہی کی برکت سے ہمارے نصیبوں میں آئے جبکہ ہم حقیقت میں اس لائق نہیں کہ ان کامیابیوں اور ان شہروں کے حقدار قرار دیئے جائیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جو میں نے ہمیشہ اپنی ذات میں محسوس کی ہے ایک ذرہ بھی اس میں مبالغہ نہیں۔ میں اپنے وجود کو، اپنی حقیقت کو جانتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کو جو کچھ بھی فیض مل رہا ہے بلاشبہ ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں نہ آپ آئندہ کبھی کریں کہ اولین کی دعاؤں اور برکتوں کا فیض ہے جو آخرین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے جاری ہوا ہے۔ ہر کامیابی ان کی ہے اور ہمیں ان کامیابیوں میں جو ذریعہ بنایا گیا ہے یہ ہماری


SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

سعادت ہے پس سعادت پر شکر گزار ہوں اور حد سے زیادہ شکر گزار بندے بننے کی کوشش کریں۔ حد سے زیادہ کا لفظ غلط ہے، حد سے زیادہ سے مراد میری شاید یہ تھی کہ ہماری حدیں جو چھوٹی چھوٹی حدیں ہیں ان کو پار کرنے کی کوشش کریں۔ شکر اتنا کریں کہ اپنی حدود توڑ دیں تب بھی شکر کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ اگر اس صورت حال کو اس حقیقت کے ساتھ جیسے میں بیان کر رہا ہوں سمجھ کر پھر خدا کا شکر ادا کریں گے تو آپ کا لطف کچھ اور قسم کا لطف ہو جائے گا۔ یہ تماشہ بینی نہیں رہے گی اگر اس حقیقت کو بھلا دیں گے تو آپ تماشہ بینوں میں شمار ہونے لگیں گے۔ اور یہی ڈر تھا مجھے جو چند دن لاحق رہا اور اسی لئے میں نے فیصلہ کیا تھا کہ جمعہ پر میں جماعت کو خوب اچھی طرح سمجھا دوں کہ ایسے واقعات جو رونما ہوتے رہے ہیں پہلے بھی اور آئندہ بھی ہوں گے ان کی لذت کو تماشہ بینی کی لذت میں تبدیل نہ ہونے دینا ورنہ بہت بڑے نقصان کا سودا کر رہے ہو گے۔ اگر یہ ظاہری ہنگامے، یہ شور، یہ ٹیلیفون کے قصے یہ ظاہری صورت میں ہی آپ کو لطف دے رہے ہیں تو یاد رکھیں کہ اس سے بہت زیادہ ہنگامے اور حیرت انگیز جذبات کا زیر و بم، ایسے بیہودہ اور ذلیل گانوں کے تعلق میں بھی دکھائی دیتا ہے جن کی کوئی بھی حیثیت نہیں، کوئی بھی حقیقت نہیں۔ دنیا کے عظیم معاملات سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ "پاپ میوزک" کا آجکل شور ہے۔ "پاپ سنگر" دنیا میں مشہور ہو رہے ہیں ایسے ایسے پاپ سنگر ہیں جن کے گانوں پر بعض دفعہ ایک ایک کروڑ آدمی یا اس سے بھی زیادہ دس دس لاکھ تو ان کی موجودگی میں ان کی سروں پر پاگل ہو رہا ہوتا ہے اور ٹیلی ویژن کے ذریعے کروڑ بلکہ کروڑوں ایسے ہوں گے جو دیکھتے ہیں اور سر دھنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کو عجیب روحانی سرور حاصل ہوا ہے، تو ہم تو ایسے سطحی لوگ نہیں ہو سکتے۔

> **جماعت احمدیہ کو جو کچھ بھی فیض مل رہا ہے بلاشبہ ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں کہ اولین کی دعاؤں اور برکتوں کا فیض ہے جو آخرین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے جاری ہوا ہے۔ ہر کامیابی ان کی ہے اور ہمیں ان کامیابیوں میں جو ذریعہ بنایا گیا ہے یہ ہماری سعادت ہے۔**

یہ جو نظارہ تھا یہ ان نظاروں کے مقابل پر جو آپ ایسے پاپ سنگر کی کامیابی کی صورت میں دیکھتے ہیں دنیا والوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں۔ وہ کہتے ہیں چند ٹیلیفون کالز آ گئیں تو کیا فرق پڑ گیا۔ لیکن جس طرح میں آپ کو جس گہرائی کے ساتھ اس کی حقیقت بتا رہا ہوں تو ایک عجیب نظارہ ہے ایسا نظارہ جس نے کل عالم کو ایک ہاتھ پہ اکٹھا کیا ہے اور یہیں پر بس نہیں کی بلکہ اس تمام عالم کو اس اولین کے عالم سے جا ملایا ہے جو چودہ سو سال پہلے ظہور میں آیا تھا۔ دیکھیں کتنی عظمت اس واقعہ کی ایک نئی شان کے ساتھ ابھرتی ہے اور یہ واقعہ صرف زمانے میں نہیں پھیلتا، موجودہ زمانے میں نہیں پھیلتا بلکہ گذشتہ زمانوں سے پیوست ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ پھر آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پس ہمارا وجود ایک روحانی وجود ہے اور اس کی لذتیں بھی ہمیشہ روحانی رہنی چاہئیں اور روحانی رکھنے کے لئے جدوجہد کی ضرورت پڑے گی ورنہ بسا اوقات ایسی عظیم کامیابیاں آئندہ ہمارے قدم چومنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں کہ ہمارے نفسوں کو دھوکے میں ڈال دیں گی ہمارے سروں میں کجی پیدا کر دیں گی بجائے اس کے کہ خدا کے حضور جھکیں غلط مفہوم اپنی عظمت کے ان سروں میں جا سمائیں گے اور انہیں پاگل کر دیں گے۔ پس اس بات کی فکر کریں اور اپنے گھروں میں بھی جب ان باتوں کی لذتوں کا ذکر کریں تو اللہ کے حوالے سے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے اور اپنی عاجزی کے حوالے سے ذکر کریں۔ ہرچند کہ ہم حقدار نہیں تھے عجیب اللہ کی شان ہے کہ عظیم وعدے ہمارے ذریعے پورے ہو رہے ہیں اور ہمارے زمانے میں پورے ہو رہے ہیں۔ اس انکسار کی آپ حفاظت کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا کا وعدہ ہے کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔ اور یہ ایسا وعدہ ہے جو ہمیشہ آپ کی ذات میں پورا ہوتا رہے گا اور یہی ایک حقیقی عجز ہے جو بناوٹی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے یہ حقیقی عجز ہے اگر اس عجز کی حقیقت کو آپ پہچان جائیں اور جان لیں کہ واقعۃً یہی حالت ہماری ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں تو پھر آپ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کتنے بڑھ بڑھ کر ہمیشہ آئیں گے اور ہماری عقلوں کو اپنی قوت اور عظمت اور شوکت اور جلال اور جمال کے ساتھ وقتی طور پر گویا ماؤف کر دیا کریں گے۔ بعض دفعہ جب غیر معمولی چمکار ہوتی ہے جلووں کی، تو آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں پھر مزید دیکھنے کی طاقت نہیں رہتی۔ بعض دفعہ دماغ وقتی طور پر غیر معمولی جلال اور شان کے اظہار سے ماؤف ہو جاتے ہیں یعنی ان کے اندر وہ مزید طاقت نہیں رہتی کہ وہ اس بات کو سمجھ سکیں سمٹا سکیں اپنے تھوڑے ظرفوں میں اس کو سما سکیں۔

> **اپنی اجتماعیت کی حفاظت کریں، ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں، کوئی ایسی بات نہ کریں جو کسی طرح بھی جماعت کے ایک وجود میں رخنہ پیدا کر سکے۔**

پس اس پہلو سے میں امید بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ انشاء اللہ اپنے عجز کی حفاظت کرتی رہے گی تو خدا تعالیٰ ان پر بے شمار فضل نازل فرماتا رہے گا۔ اس ضمن میں میں خصوصیت سے آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اکٹھے رہیں آپ نے ایک اجتماع کا مرکز دیکھا تھا اور اجتماعیت کا جو نظارہ آپ کے علم میں تھا مگر اس طرح آنکھوں کے سامنے نہیں ہو رہا تھا جب آنکھوں کے سامنے ابھرا ہے تب آپ کو معلوم ہوا ہے کہ ایک ہاتھ پر، ایک مرکز پر اکٹھا ہونا کس کو کہتے ہیں اور کیسا عظیم روحانی لطف اس چیز میں ہے۔ اس لئے آج جو میں نے آپ کے سامنے آیت تلاوت کی ہے اس کا اسی مضمون سے تعلق ہے کہ آپ اپنی اجتماعیت کی حفاظت کریں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں، چمٹے رہیں، کوئی ایسی بات نہ کریں جو کسی طرح بھی جماعت کے ایک وجود میں رخنہ پیدا کر سکے۔

لیکن اس سے پہلے میں ایک دو اور ذکر کرنا چاہتا ہوں، جب ٹیلیفون دنیا بھر سے آ رہے تھے تو کیونکہ لائنیں تھوڑی تھیں اس لئے مکمل طور پر وہ لائنیں جام ہو چکی تھی اور جسوال برادران نے بڑی حکمت سے کام لیا کہ لمبی بات نہیں کرتے تھے فوراً واپس فون رکھتے تھے اور کہتے ہیں جب رکھتے تھے تو گھنٹی بج رہی ہوتی تھی یعنی مسلسل گھنٹی بجی ہے اور بعد میں مجھے فونوں پر اور خطوں کے ذریعے بھی لوگوں کے پیغامات ملے اور اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار کیا کہ کس طرح ہم مسلسل فون پر بیٹھے رہے ہیں لیکن کوئی پیش نہیں گئی۔ ایک نے مجھے لکھا ہے کہ اسلام آباد میں جو ایکسچینج ہے اس کے ذریعے میں نے کوشش کی تو اس نے کہا یہ ہو کیا رہا ہے کیونکہ ہر جگہ سے مجھ پر اتنا دباؤ ہے کہ فوراً ملا دو اور آگے لائنیں جام ہوئی ہیں آگے سے اٹھاتا کوئی نہیں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے کہا چلیں میں اسی کو بتا دوں۔ اس نے اس کو سمجھایا کہ یہ واقعہ ہو رہا ہے اس پر وہ ٹیلیفون والا بھی حیرت میں مبتلا ہو گیا یہ عجیب بات ہے اتنا زیادہ دنیا سے وہاں فونوں کا دباؤ ہے۔ مگر میں بتانا چاہتا ہوں کہ جن جماعتوں کو توفیق نہیں مل سکی تھی یا جن خاص محبت کرنے والوں کو توفیق نہیں مل سکی تھی میں ان کے چند نام آپ کو پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔ سب سے پہلے تو ناظر صاحب اعلیٰ ربوہ۔ وہ کہتے ہیں میں آپ کا نام سنتا تھا بے قرار ہوتا تھا، آدمی مقرر کیا ہوا تھا، مسلسل بیٹھا ہوا تھا وہ، لیکن کچھ پیش نہیں جا رہی تھی فون ہوتا ہی نہیں تھا یا ہوتا تھا تو انگیج ہوتا تھا۔ دوسرے ناظر صاحب اصلاح و ارشاد کا ربوہ سے یہی پیغام ملا ہے ہمارے منگلا صاحب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا بھی یہی پیغام ملا ہے۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ حضرت ام متین کا بھی اسی طرح بے قراری کا پیغام ملا ہے۔ جماعت احمدیہ سیرالیون کی طرف سے پیغام ملا ہے کہ ہم تو مسلسل کوشش کر رہے تھے لیکن آپ تک بات نہیں پہنچ پا رہی تھی۔ ضیاء اللہ مبشر ریجنل صدر ٹوکیو ریجن۔ جاپان کا ذکر تو آ گیا تھا مگر یہ کہتے ہیں میں اپنے ریجن کی طرف سے بھی کوشش کر رہا تھا جماعت احمدیہ لین اور بوریمی سلطنت عمان، ان کا بھی اسی طرح کا اظہار ہے۔ حیدر آباد سندھ کی طرف سے اور فضل عمر ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر صاحب کی طرف سے۔ سید سجاد احمد اور سید طاہر احمد "کوماکی" جاپان سے اور میری ہمشیرہ عزیزہ امتہ الباسط کی طرف سے بھی فیکس تفصیلی ملی ہے کہ بہت برا حال رہا ہم تو فون کر کر کے تھک گئے کوئی پیش نہیں جاتی تھی۔ منصور احمد مبلغ سلسلہ تاشقند۔ ناصر احمد خان صاحب فرانس، سیف الحق صاحب اور ملک لطیف خالد صاحب اوبرہاوزن جرمنی۔ جرمنی سے تو کئی فون آئے تھے مگر یہ ایک صرف نام لکھا ہوا ہے یہاں۔ محمد رافع قریشی صاحب بلجیم، ملک سجاد


DISTRIBUTORS OF PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT YOGURT
MANGOES & SEASONAL FRUIT
AND VEGETABLES

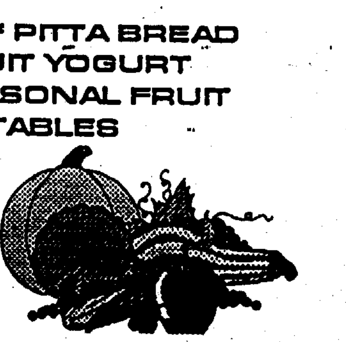

ZAHID KHAN
(081) 715 0207
IMMEDIATE DELIVERY
ANYWHERE IN LONDON

احمد صاحب اور فریحہ احمد صاحبہ کینیڈا۔ اور کینیڈا سے میں نے ملک لال خاں صاحب کا نام تو اس وقت سنایا تھا مگر ان کا مجھے فیکس ملا ہے کہ وہ آپ کو ٹیلی پیتھک رابطے سے میرا نام ملا ہو گا کیونکہ میرا فون نہیں مل سکا تو ان سے میری ٹیلی پیتھی چلتی ہے کئی دفعہ ایسا ہوا جب جاپان ہوا کرتے تھے تو ہم نے تجربہ کیا ٹیلی پیتھی کا۔ پرانے زمانے کی بات کر رہا ہوں۔ تو اس وقت ٹیلی پیتھی کے ذریعے میں ان کو بعض پیغام دیا کرتا تھا ان کی طرف سے بعد میں فون آکر کنفرمیشن ہو جاتی تھی کہ ہاں آپ نے فلاں وقت مجھے یاد کیا تھا میں کہتا تھا ہاں کیا ہے، تو اس طرح چلتا تھا۔ تو چنانچہ انہوں نے مذاق میں وہی بات لکھی ہے کہ میرا فون تو آپ کو نہیں ملا پھر آپ نے جو ذکر کیا وہ ٹیلی پیتھک فون ملا ہو گا۔ شیخ الطاف الرحمٰن صاحب سویڈن۔ زیڈ اے پونتو صاحب انڈونیشیا۔ رفیع جنرل سیکرٹری صاحب نیویارک جماعت۔ اور راشدہ فیضی صاحبہ یہ نارتھ کیرولینا سے۔ پیغام تو بہت سے ہیں اور اب آتے بھی رہیں گے مگر اب زیادہ ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

> جو سب سے زیادہ لطف اس جلسے پہ آیا ہے وہ اجتماعیت کے ایک ایسے نظارے سے آیا ہے جو آسمان سے اترا تھا۔ اس میں زمینی کوششوں کا کوئی دخل نہیں تھا اور بتایا جا رہا تھا کہ یہ عالمی جماعت ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھ پر کل عالم کو اکٹھا کرنے کے لئے بنائی جا رہی ہے۔

تو میں یہ بتا رہا تھا کہ جو سب سے زیادہ لطف اس جلسے پہ آیا ہے وہ اجتماعیت کے ایک ایسے نظارے سے آیا ہے جو آسمان سے اترا تھا اس میں زمینی کوششوں کا کوئی دخل نہیں تھا اور بتایا جا رہا تھا کہ یہ عالمی جماعت ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھ پر کل عالم کو اکٹھا کرنے کے لئے بنائی جا رہی ہے اور اس طرح تم ایک وجود بن گئے ہو۔ اس ایک وجود کی حفاظت کی خاطر میں آج آپ کو ان قرآنی آیات کے حوالے سے نصیحت کرتا ہوں جن کی تلاوت میں نے کی ہے (سورہ آل عمران آیات ۱۰۳ تا ۱۰۶)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝

کہ اے مومنو! اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ کا حق ہے اور تقویٰ کا حق کیا ہے؟ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ کہ مرنا نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ اب اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر لحظہ مسلمان رہو کیونکہ موت کی نہ ہمیں خبر نہ ہمارا اختیار۔ اور تقویٰ کا حق ادا کرنا اتنا مشکل کام ہے کہ زندگی کا ہر لحہ جب بھی موت آئے انسان خدا کے حضور مسلمان لکھا ہو۔ پس تقویٰ کی باتیں کرنا آسان ہے، تقویٰ کا حق ادا کرنا بہت مشکل ہے اور اس ضمن میں بھی میں دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کروڑوں احمدی ہو جائیں گے عنقریب انشاء اللہ لیکن اب کروڑ ہیں یا لکھو کھہا ہیں اللہ بہتر جانتا ہے مگر ان سب کے لئے یہ ناممکن ہے یعنی جو میں حالات دیکھ رہا ہوں بالکل ناممکن دکھائی دیتا ہے کہ ہر شخص ایسی زندگی گذار رہا ہو کہ جس لمحے موت آئے اسلام پر موت آئے۔ بڑا مشکل مطالبہ ہے۔ مگر ایک مطالبہ ہم بھی تو کر سکتے ہیں خدا سے اور وہ عجز کا مطالبہ ہے ایک عاجزانہ مطالبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ موت دینا تیرے قبضے میں ہے۔ مرنا ہمارے اختیار میں نہیں۔ نہ ہماری زندگی ہمارے اختیار میں نہ ہماری موت اختیار میں۔ تو تو یوں کر۔ ایسا فضل فرما کہ جس حالت میں ہم مسلمان ہوں اسی حالت میں وفات دینا اس کے سوا وفات نہ دینا۔ پس یہ تقویٰ کی شرط عجز کے ساتھ پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے اس کے بغیر ناممکن دکھائی دیتی ہے۔ پس اس عاجزی کے ساتھ اگر آپ خدا کے حضور ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے اکثر لمحے ایسے گذر رہے ہیں یا کم لمحے ایسے گذر رہے ہیں جن میں ہم حقیقت میں مسلمان نہیں رہتے۔ تو بہتر جانتا ہے مگر اگر چند لمحے بھی تیرے حضور ایسے آئیں کہ جب ہم تیری نگاہ میں مسلمان ٹھہرتے ہوں تو اے خدا اس وقت ہمیں وفات دینا ہمارے ظلم کے لمحوں میں ہمیں وفات نہ دینا۔

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا" یہ اسی "حَقَّ تُقٰتِهٖ" کی اگلی تفسیر ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اکٹھے ہو کر تھامے رکھو وَلَا تَفَرَّقُوْا اور ہرگز تفرقہ اختیار نہ کرو۔ اللہ کی رسی کے متعلق میں پہلے بھی وضاحت سے بار بار بیان کر چکا ہوں اصل حبل اللہ تو وحی الٰہی ہے جو کتاب کی صورت میں نازل ہوتی ہے اور پھر یہ وحی ایسی ہے جس پر نازل ہوتی ہے اس کو مجسم حبل اللہ بنا دیتی ہے۔ پس بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حبل اللہ سے تو قرآن مراد ہے آپ رسول بھی مراد لے لیتے ہیں مگر میں زیادہ بہتر سمجھتا ہوں اس بات کو کہ حقیقت قرآن کو براہ راست ہاتھ مارنا ممکن نہیں ہے جب تک رسول کی وساطت سے جو زندہ قرآن ہے قرآن پر انسان اپنا ہاتھ نہ مارے اور اسے پکڑ نہ لے اور تفصیل قرآن کی براہ راست تو کسی کو معلوم ہوتی ہی نہیں اور جو براہ راست قرآن کو سمجھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں اگر خدا سے فیض یافتہ نہ ہوں تو اسی قرآن سے تفرقے کی باتیں نکال لیتے ہیں بجائے اس کے کہ اکٹھے ہونے کی باتیں سیکھیں۔ پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی وہ زندہ قرآن ہیں جن پر ہمیشہ مضبوطی سے ہاتھ رہنا چاہئے، یعنی آپ کے قدموں پر یہ ہاتھ ایسے پڑیں کہ پھر کبھی ان سے جدا نہ ہوں اور آپ کی پیروی میں حبل اللہ کی پیروی ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت پر نظر رکھنا اور اپنی زندگی کے ہر لمحے پر اس سیرت کو جاری کرنا ہی یہ 'حَقَّ تُقٰتِهٖ' کا مضمون ہے جو پہلی آیت کے مضمون سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ یعنی کس طرح آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کا ہر لحہ مسلمان ہے اگر محمد رسول اللہ کی سنت پر ہے تو یقیناً مسلمان ہے اگر اس سیرت سے ہٹ کر ہے تو مسلمان لحہ نہیں ہے پس ان دو آیتوں میں بظاہر دوری دکھائی دیتی ہے، بے تعلق مضمون ہے۔ لیکن ہرگز بے تعلق نہیں بعینہ وہی مضمون ہے جو دوسرے رنگ میں بیان ہو رہا ہے: لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ایک ہی مضمون کی دو شکلیں ہیں اور پھر اس کے ساتھ ایک عجیب نصیحت فرمائی گئی وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور اللہ کی نعمت کو یاد رکھنا۔ پس وہ لوگ جو اس بات پر ضد کرتے ہیں کہ نہیں محمد رسول اللہ، حبل اللہ نہیں ہیں بلکہ قرآن ہے ان کی جہالت ہے کیونکہ حبل اللہ کی تشریح یہ فرمائی وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ تم اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور نعمت رسول ہی ہوا کرتا ہے۔ رسالت ہی نعمت ہے اور قرآن کریم نے انعامات میں سب سے بڑا انعام رسالت کو بیان فرمایا ہے پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہ نعمت ہیں جن کو یاد کرنا چاہئے۔

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا

جب تم آپس میں پھٹے ہوئے ایک دوسرے کے دشمن تھے ایک دوسرے سے جدا جدا تھے یاد کرو کہ اللہ نے اپنی نعمت کے ذریعے تمہیں ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا ہے۔ میں نے پہلے بھی اس غلط فہمی کو دور کیا تھا کہ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں قرآن کریم میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اگر تو چاہتا اور سب کچھ جو زمین میں ہے سب بھی خرچ کر دیتا تب بھی ان کو اکٹھا نہیں کر سکتا تھا یہ محض اللہ ہے جس نے دلوں کو باندھا ہے تو اس آیت کا اس مضمون سے کہیں تضاد تو نہیں جو میں نے ابھی بیان کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی بھی تضاد نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ذاتی طور پر تمام عرب کو اکٹھا کرنے، ایک ہاتھ پر جمع کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ جب اللہ کی نعمت بنے ہیں اور مجسم نعمت بن گئے ہیں تو اس نعمت کے ذریعے خدا تعالیٰ نے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے پس قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود کی صحابہ کو اکٹھا کرنے میں ایک ذریعہ بننے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ اس کی توثیق فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا کہ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ کہ اے محمد رسول اللہ اگر تو مزاج میں سخت ہوتا اور ان لوگوں سے کسی لحاظ سے بھی بدخلقی سے پیش آتا تو یہ تجھے چھوڑ کر ارد گرد بھاگ جاتے تو اس وقت پھر


SCL

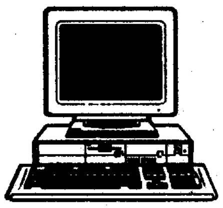

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

"اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ" کا مضمون کیسے صادق آتا۔ پس اللہ ہی ہے جو اکٹھا کرتا ہے مگر کچھ ذریعے اختیار فرماتا ہے اور اکٹھا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ تھے اور اس ذریعے کی روح یہ بیان فرمائی کہ نہایت اعلیٰ خلق کے مالک تھے آپ کے گوشے اپنے صحابہ کے لئے نرم تھے آپ کا پیار اور رحمت تھی جو لوگوں کے دل جیت رہے تھے اور آپ کو رءوف رحیم فرمایا یعنی بالمومنین رءوف رحیم کہ اتنا زیادہ رحمت کرنے والا اتنا شفقت کا سلوک کرنے والا ہے کہ گویا خدا کی دو صفات اس ذات میں جلوہ گر ہو گئی ہیں اللہ رؤف ہے تو یہ بھی رؤف بن گیا ہے اللہ رحیم ہے تو یہ بھی رحیم بن گیا ہے۔

> **محمد رسول اللہ کی نعمت سے تم جیسے کل بھائی بنائے گئے تھے آج پھر بھائی بنائے گئے ہو لیکن خدا کی قسم اب جو بنائے گئے ہو انشاء اللہ قیامت تک اللہ تعالیٰ تمہیں بنائے رکھے گا۔ اگر تم انکساری کے ساتھ اور خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگیاں بسر کروگے تو اس نعمت کو کوئی تم سے چھین نہیں سکے گا۔**

پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وساطت کے بغیر خدا تعالیٰ کے قرب کا تصور ایک جاہلانہ تصور ہے، بالکل بے حقیقت تصور ہے۔ اہل قرآن سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی جاہل نہیں ہے جو مسلمان کہلا کر بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بے نیازی کی باتیں کرتے ہیں گویا محمد رسول اللہ تو صرف ایک مشین تھے جن پر قرآن اتر گیا اور اس کے بعد ہمیں چھٹی ہوئی۔ اب محض قرآن ہی ہے جس پر ہاتھ ڈال لو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ضرورت نہیں رہی۔ حالانکہ رسول کی اگر ضرورت نہ ہو تو آج کیا ہو گیا۔ آج قرآن وہ نہیں ہے۔ کیا وہی ہم ہیں جو اس زمانے میں ہوا کرتے تھے جب محمد رسول اللہ تھے؟ کیا عالم اسلام کا وہی عالم ہے جو صحابہ کا عالم تھا اور ان کے دل اور ان کی روح کی کیفیات تھیں؟۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہ اگر عالم پاک تھا تو یہ خاک کی دنیا ہے اس کو اس عالم پاک سے کوئی بھی نسبت نہیں رہی اور قرآن وہی ہے۔ پس اہل قرآن کو جھوٹا کرنے کے لئے اس سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ قرآن تو اسی طرح ہے ایک ذرہ بھی اس میں تبدیلی نہیں ہوئی اور تم اہل قرآن بن کر تمام سعادتیں محض اس کتاب سے محمد رسول اللہ کی وساطت کے بغیر حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہو اور اس کے دعویدار ہو تو کچھ کر کے دکھادو۔ کیا تم نے دنیا میں انقلاب برپا کیا ہے۔ وہ صحابہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارد گرد پروانوں کی طرح تھے وہ تو تم سے تعداد میں کم تھے اور کمزور تھے انہوں نے تو ساری کائنات کی کایا پلٹ دی تھی۔ تمام ماحول انقلاب کا ماحول بنادیا تھا تم آج اسی طرح باتیں کرتے ہو قرآن کے ساتھ تعلق کی، جھوٹ ہے۔ اور تعلق تو حقیقت میں دماغ سے نہیں دل سے ہوا کرتے ہیں اور دل کے تعلق میں محبت کے تقاضے ہیں جو پورے کرنے پڑتے ہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی کوئی تعلق فرضی نہیں ہو سکتا جب تک قلبی نہ ہو اور قلبی تعلق ہی ہے جو انسان کی کایا پلٹتا ہے۔ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ میں قلب کی باتیں ہو رہی ہیں دماغ کی باتیں کہاں ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ تمہیں خوب سمجھا دیا ہم نے اب بات سمجھ لو اور اس پر قائم ہو جاؤ۔ فرماتا ہے ہم نے دلوں کو باندھا ہے ورنہ اچھی بھلی باتیں سمجھ آجاتی ہیں پھر بھی اگر دلوں میں روحانیت نہ ہو زندگی نہ ہو تو وہ باتیں انسان کے کچھ بھی کام نہیں آتیں۔ پس فرمایا اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا تم اللہ کی نعمت کے ذریعے بھائی بھائی بنے ہو۔ اب وہ نعمت جب اٹھی یعنی نبوت کی ساری برکتیں تو نہیں اٹھیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وجود بنفسہ اس دنیا سے اٹھ گیا اس وقت وہی قرآن تھا وہی مسلمان تھے اچانک دیکھا آپ نے کیا واقعہ رونما ہوا۔ کس طرح وہ پھر لڑ پڑے ہیں آپس میں۔ کس طرح ایک قیامت سی برپا ہو گئی۔ سارے عرب میں ہر طرف فتنوں نے سر اٹھالئے۔ وہ کیا تھا اور کیا نہیں تھا لیکن جو اس مسئلے کو حل کرتا ہے کہ اچانک یہ کیوں تغیر پیدا ہوئے۔ بعض مستشرقین سے جب گفتگو ہوا کرتی تھی پہلے، تو وہ میرے سامنے یہ بات طعن کے طور پر رکھتے تھے کہ اسلام نے کیا انقلاب برپا کیا۔ محمد رسول اللہ کی زندگی میں چند دن تک اور بعد میں دیکھو کس طرح فساد برپا ہو گئے تو ان کو میں کہتا تھا کہ تمہیں دیکھنے کی آنکھیں نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عظیم مرتبے پر یہ باتیں گواہ ہیں اور اس سے بڑی گواہی اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ عرب جن کا یہ مزاج تھا ان کو کس طرح ایک جان بنا کے رکھ دیا، ایک قالب میں تبدیل کر دیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل کے ساتھ وہ سارے دل ہم آہنگ ہو گئے تو جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نہ رہے تو وہ بات نہ رہی جو آپؐ کے وجود کے ساتھ وابستہ تھی۔ پس بعض وجود خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض برکتوں کے مجسم نمائندہ ہو جایا کرتے ہیں اور نبی خدا کی برکتوں کا سب سے بڑا نمائندہ ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک جسمانی وجود تھا، ایک روحانی وجود ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد عرض کیا کہ اے میرے آقا خدا تجھ پر دو موتیں اکٹھی نہیں کرے گا۔ پس وہ روحانی وجود زندہ ہے۔ وقتی طور پر جب روحانی اور جسمانی وجود اکٹھے ہوں تو بعض دفعہ جسمانی وجود کے غائب ہونے سے نفسیاتی طور پر انسان دھوکا کھاتا ہے کہ وہ اب ہم میں نہیں رہا اور اس کی وجہ سے بہت سی آزادیاں جو حقیقت میں آزادیاں نہیں بلکہ غلامیاں ہیں یعنی شیطان کی غلامیاں، وہ سر اٹھانے لگتی ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ ایک وجود وقتی طور پر ہم میں نہیں رہا اور ایک نفسیاتی کیفیت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے معا بعد جو سلسلہ شروع ہوا ہے اور وہ خلافت رابعہ کے آخر پر، بدنصیبی سے خلافت کی نعمت کو ہاتھ سے کھونے پر منتج ہوا وہ یہی نفسیاتی کیفیت تھی آنحضور ظاہری طور پر ساتھ رہا کرتے تھے آپ کا روحانی وجود ہمیشہ کے لئے ساتھ رہ رہا تھا عادت پڑ گئی تھی اس روحانی وجود تک اس جسمانی وجود کے واسطے سے پہنچنے کی اور فوری طور پر انسان اس تبدیلی کو محسوس کر کے اس کو ہضم نہیں کر سکا۔ پھر رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے روحانی وجود ہی کو ایک زندہ وجود کے طور پر امت میں ہمیشہ جاری رکھا ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو روحانی وجود کو دیکھنے اور اس کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک فرق ہوا کرتا ہے۔ وجود تو روحانی ہی ہے جسمانی وجود تو اس کا ایک پیکر ہے جس نے اس کو اٹھایا ہوا ہے مگر عام طور پر غبی سے غبی دماغ بھی جسمانی وجود کو دیکھ کر متاثر ہو جاتا ہے اور ذہین انسان ہے جو اس کے اندر کے روحانی وجود پر نظر رکھتا ہے۔ پس جب وقتی طور پر جسمانی وجود کو الگ کیا جائے یوں معلوم ہوتا ہے کھلی چھٹی مل گئی ہے جو چاہو کرتے پھرو۔ یہی کیفیت ہے جو اسلام کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد کی ابتدائی تاریخ میں رونما ہوئی اور ہم نے اپنے دور میں اس کو اسی طرح دیکھا ہے۔

> **قرآن کریم نے انعامات میں سب سے بڑا انعام رسالت کو بیان فرمایا ہے پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہ نعمت ہیں جن کو یاد کرنا چاہئے۔**

جب میں ربوہ سے روانہ ہوا یعنی اس عارضی ہجرت میں تو فوری طور پر ربوہ کے ان لوگوں کا یہی رد عمل تھا جو میرے وہاں رہنے کے رعب کی وجہ سے ٹھیک رہتے تھے اور بعد میں کئی قسم کی شرارتیں شروع کر دیں۔ کئی قسم کے فتنوں نے سر اٹھالیا لوگ مجھے لکھتے تھے کہ اوہو یہ کیا ہو گیا اب تو آپ آگئے ہیں اور حکومت نے ان لوگوں کو شہ دی ہے منافقوں کی سرپرستی کر رہی ہے پیٹھ ٹھونک رہی ہے اور لگتا ہے کہ سب ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ میں ان کو ہمیشہ یہ لکھتا رہا کہ آپ کو وہم ہے نہیں نکلیں گے ہاتھ سے۔ وقتی طور پر ایک دھوکا ہے ان کا اور پھر صحیح صورتحال پر واپس آجائیں گے اور وہ جو رشتہ بندھے گا وہ دائمی ہے وہ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ وہ ابتلاء میں ثابت قدم رہنے والا رشتہ ہے۔ پس جو چند منافقین ہیں، چند کمزور ہیں، وہ ٹھیک ہے ہاتھ سے جاتے رہیں گے مگر ان کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کریں۔ ان میں سے بھی بہت سے واپس آئیں گے اور پھر مزاج درست کر کے واپس آئیں گے اور بعد میں پھر یہی کیفیت رونما ہوئی مگر اب تو اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری اور روحانی رشتے کو ملا کر عالمی طور پر ٹیلی ویژن کے ذریعے ایک ایسا نیا نظام قائم کر دیا ہے کہ خلافت احمدیہ کو قیامت تک مستحکم کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ اس لئے اب یہ خیال بھلا دیں دل سے کہ خلافت رابعہ آگئی اور بعد میں پھر وہی کچھ ہو گا جو پہلے ہو چکا ہے۔ یہ بالکل واضح جھوٹ ہے۔ اگر کوئی یہ غلط امیدیں لگائے بیٹھا ہے تو وہ نامراد رہے گا


1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

SELF SERVICE/
COIN OPERATED
LAUNDERETTE AND DRY
CLEANING FACILITIES
J & L LAUNDERETTE
159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

ان امیدوں کا پھل کبھی نہیں دیکھے گا۔ کیونکہ خلافت رابعہ میں تو اجتماعیت کا آغاز ہوا ہے اختتام کے اعلان نہیں ہو رہے یہ بتایا جارہا ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خلافت دی گئی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حکومت کو قیامت تک جاری کرنے کے لئے دی گئی ہے اور اس لئے یہ وہم دل سے نکال دو کہ خلافت رابعہ آخری دور ہے۔ خلافت رابعہ آئندہ آنے والے حالات کے لئے جو آسمان سے تقدیریں رونما ہو رہی ہیں ان کے لئے ایک پیش خیمہ بن گئی ہے پس نئے باب کا آغاز ہے نہ کہ پرانے دور کے اختتام کا اعلان ہے۔ پس یہ جو آپ نے کیفیتیں دیکھیں اور اس سے لطف اندوز ہوئے ان سب باتوں کو اس سارے پس منظر میں سمجھیں، اس کی کیفیات کو اپنے دلوں میں اپنے خون میں اپنے مزاج میں داخل کردیں اور ساری زندگی آپ کے سرور کی زندگی بن جائے گی۔ پس وہ خدا کا احسان کہ آپ کو اکٹھا کر دیا آج یہ دوہری صورت میں ظاہر ہوا ہے اور اس آیت کے حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ محمد رسول اللہ کی برکت سے ہوا ہے فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

> **بعض وجود خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض برکتوں کے مجسم نمائندہ ہو جایا کرتے ہیں اور نبی خدا کی برکتوں کا سب سے بڑا نمائندہ ہوتا ہے۔**

محمد رسول اللہ کی نعمت سے تم جیسے کل بھائی بنائے گئے تھے آج پھر بھائی بنائے گئے ہو لیکن خدا کی قسم اب جو بنائے گئے ہو انشاء اللہ قیامت تک اللہ تعالیٰ تمہیں بنائے رکھے گا۔ اگر تم انکساری کے ساتھ اور خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگیاں بسر کرو گے تو اس نعمت کو کوئی تم سے چھین نہیں سکے گا اور یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں توجہ دلائی گئی ہے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اس لئے ہے کہ تم خدا کے شکر گذار بندے بنو وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا تم تو آگ کے کنارے پر کھڑے تھے اللہ نے اس کنارے سے تمہیں بچالیا۔ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۝ دیکھو اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نشانات تم پر کھول کھول کر بیان فرماتا ہے ان کی حقیقتیں بیان فرماتا ہے ان کا فلسفہ تم پر روشن فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۝ کہ تم میں اب ہمیشہ ایک ایسی امت قائم رہنی چاہئے 'يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ' جو بھلائیوں کی طرف بلاتی رہے نیکی کی طرف بلائے "وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ" اور معروف چیزوں کا حکم دے 'وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ' اور بری باتوں سے روکتی رہے 'وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ' یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں یعنی کامیابیاں حاصل کرنے والے ہیں۔ پس یہ جو اجتماعیت ہے آپ کی اس کی حفاظت کا ایک اور گر آپ کو بتایا گیا۔ پہلا تو یہ کہ اللہ کی نعمت کا ذکر کرتے رہو اور یہ احسان مندی کا ایک اور طریق ہے وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ میں دراصل میں نے جو آپ سے کہا تھا، شکر گذاری کا مضمون اللہ تعالیٰ نے یہیں بیان فرمایا ہے وہ ذکر کے ساتھ وابستہ ہے وہ لوگ جو احسان فراموش ہوتے ہیں وہ احسانات کو بھلا دیا کرتے ہیں اور وہ لوگ جو احسان کو دل میں قبول کرتے ہیں دل پہ گہرا اثر لیتے ہیں وہ احسانات کا ذکر کرتے ہی رہتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک چھوٹی سی بات بھی ایک انسان کسی احسان مند انسان کے ساتھ کردے حسن سلوک کی تو اتنا ذکر کرتا ہے، کہ جس سے احسان واقع ہو گیا وہ بے چارہ مصیبت میں پڑ جاتا ہے وہ شرمندگی سے اس کو روکتا ہے خدا کے لئے بس کرو کچھ بھی نہیں چھوٹی سی بات تھی مگر وہ چھوڑتا ہی نہیں تو اتنا بڑا احسان یعنی محمد رسول اللہ ان کے ذکر کو کیسے چھوڑو گے۔ پس ذکر میں احساس شکر داخل ہے کثرت کے ساتھ اس احسان کا ذکر کیا کرو تاکہ تم شکر گذار بندے بنو۔ اور اگر شکر گذار بندے بنو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر بکثرت اور احسان فرمائے گا اور دوسرا ایک ذریعہ اس نیکی کی حفاظت کا یہ بیان فرمایا ہے وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ تم میں ہمیشہ کچھ لوگ اس بات پر وقف رہنے چاہئیں جو بھلائی کی طرف بلاتے رہیں کوئی مانے نہ مانے کوئی اثر قبول کرے یا نہ کرے بلاتے ہی رہیں وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ اچھی باتوں کا حکم دیں یعنی "یامر" سے مراد جبر کا حکم نہیں ہے بلکہ تاکیدی نصیحت مراد ہے۔ تاکیدی طور پر اچھی باتوں کی نصیحت کرتے رہیں اور بری باتوں سے روکتے رہیں "وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے۔ پس کامیابی کا سہرا قوم کے اس حصے کے سر پر باندھا گیا ہے جو لوگوں کو نیک نصیحت کرتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے پس آپ اگر اس کامیابی میں اول شریک ہونا چاہتے ہیں وہ کامیابی جو خدا نے آپ کے لئے مقدر فرما دی ہے تو وہ اول حصہ بنیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ اگر تم نصیحت کرنے والے بنو گے، برائیوں سے روکنے والے بنو گے تو درحقیقت تم کامیاب ہو گے کیونکہ تمہاری وجہ سے قوم ہلاکت سے بچائی جائے گی۔

پھر فرمایا وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ دیکھو ایسے نہ بن جانا کہ وہ لوگ جو پھٹ گئے آپس میں ایک دوسرے سے جدا جدا ہو گئے اخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ اور اختلاف کر بیٹھے باوجود اس کے کہ ان کے پاس کھلے کھلے روشن نشان آچکے تھے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اولین کے بعد آنے والے لوگ ہیں اور یہاں براہ راست وہ آخرین مخاطب ہیں جن کو خدا نے دوبارہ محمد رسول اللہ کی نعمت کے ذریعے ایک ہاتھ پر اکٹھا فرمایا ہے۔ اس مضمون کی ترتیب کو دیکھیں کیسی واضح ہے فرمایا دیکھو تمہیں ہم نے دوبارہ اکٹھا کیا ہے اسی ایک رسول کے ہاتھ پر دوبارہ اکٹھا کیا ہے اسی کی نعمت کے طفیل اسی کے احسان کے تابع تم اکٹھے ہوئے ہو اب پھر وہ حرکت نہ کرنا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے کچھ عرصے کے بعد ظاہر ہوئی اور قوم پھٹ گئی اور مختلف فرقوں میں تبدیل ہو گئی اور ان کے دل بھی جدا جدا ہو گئے ان کے دماغ بھی جدا جدا ہو گئے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو یاد رکھنا یہ وہ لوگ ہیں لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ان کے لئے بہت بڑا عذاب مقدر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس نئے دور کے فیض کو اپنے وجودوں میں ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے جو دراصل پرانے دور ہی کا ایک فیض ہے جو نئے پیمانوں میں آیا ہے کہتے ہیں پرانی شراب نئی بوتلوں میں۔ یہ شراب طہور وہی ہے جو محمد رسول اللہ کو عطا ہوئی تھی یہ فضلوں کی وہی بارش ہے جو آپ پر برسی تھی ہاں نئے پیمانوں میں اب یہ بٹ رہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسے اسی طرح پاک و صاف رکھتے ہوئے بغیر کسی ملونی کے تمام دنیا میں تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خود بھی ہم اس شراب کے نشے میں سرشار رہیں اور دنیا کو بھی سرشار کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

> **مسیح موعود علیہ السلام کو جو خلافت دی گئی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حکومت کو قیامت تک جاری کرنے کے لئے دی گئی ہے۔**

☆

چہرہ دل کی کتاب ہوتا ہے
آنکھ میں انتساب ہوتا ہے
بیٹھ کر محفلوں میں ہنسنا تو
غم کا اوجِ شباب ہوتا ہے
خامشی جبر کی علامت ہے
لفظ اک انقلاب ہوتا ہے
عالم وصل و ہجر دونوں میں
ایک ہی اضطراب ہوتا ہے
ایک صحرا ہے زندگی، جس میں
پیار بس اک سراب ہوتا ہے
اس میں اترو، تو جان لو شاید
شعر کیسا عذاب ہوتا ہے

(آصف محمود باسط)


**Kensy**

Fried Chicken

589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

*Earlsfield Properties*

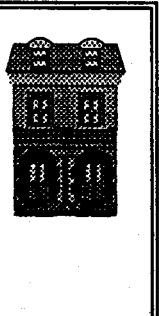

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

# سیرت المہدی ؑ کا ایک ورق

(حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ؓ کے قلم سے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمیشہ گوشہ خلوت پسند تھا۔ بارہا آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر باہر نہ نکالتا تو میں اسی گوشہ تنہائی کو بسا غنیمت سمجھتا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ۔

ابتداء سے گوشہ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا!
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ وبار

اور میری ساری راحت اور خوشی اسی میں تھی۔ خدا کی مشیت نے جب آپ کو اصلاح خلق کے کام پر مامور فرمایا تو آپ باہر آئے مگر اس حالت میں بھی آپ کو ہمیشہ ہر قسم کی نمائش و نمود سے پرہیز رہا اور یہ خصوصیت آپ کی ہر موقعہ پر نمایاں رہی۔ مجلس میں آپ کے لئے کوئی خاص مسند اور امتیازی جگہ نہ ہوتی تھی۔ خدام سے ملاقات میں آپ کے چہرہ اور زبان سے ایسے علامات اور الفاظ کا اظہار نہ ہوتا جس سے ذرا بھی شائبہ کسی تفوق کا پایا جاوے۔ میں نے دیکھا کہ بعض ایسے مواقع پیش آئے جہاں نمائش کا موقع تھا لیکن حضور نے ہر ایسے موقعہ پر ناپسند فرمایا۔ میں دو مثالیں پیش کرتا ہوں :۔

(۱)

جہلم میں مولوی کرم دین ساکن بھین نے ایک فوجداری مقدمہ دائر کیا۔ اوائل ۱۹۰۳ء میں اس کی تاریخ مقرر تھی اس موقعہ پر ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو ایک اشتہار دے دیں تا کہ لوگ اسٹیشنوں پر آ جاویں۔ بظاہر ایک ایسے انسان کے لئے جو خدا کا فرستادہ ہو اس قسم کے اعلان سے کچھ حرج نہ تھا۔ مگر اس میں ایک شائبہ نمائش کا تھا۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ :۔

" جو ہمیں جانتے ہیں وہ تو اکثر آتے جاتے رہتے ہیں اور جو جماعت میں داخل نہیں ان کے لئے سر درد خریدنے کی ضرورت کیا ہے؟ میری طبیعت کے یہ امر خلاف ہے۔ اگر وہ اہل ہوتے تو خود یہاں آتے اب اس طرح ان سے ملاقات کرنا وقت کو ضائع کرنا ہے "۔

اس موقعہ پر ہمارے ایک پرانے مخلص دوست منشی احمد دین صاحب جو ان ایام میں گوجرانوالہ میں اپیل نویس تھے ............ انہوں نے ایک اور رنگ میں بات کو پیش کیا کہ حضور گوجرانوالہ پہنچنے کا ٹھیک وقت معلوم ہو تو کھانا لے کر حاضر ہوں۔ فرمایا خدا کے لئے جانا ہے اور اس کے حکم سے جانا ہے کیا معلوم کس وقت جانا ہو۔ آپ دعوت کے اخلاص کا ثواب پالیں گے۔

(۲)

قادیان کے بعد حضور نے جس مقام کو یہ عزت دی کہ وہ مجھے پسند اور پیارا ہے وہ سیالکوٹ ہے جہاں حضور نے اپنے عہد شباب کے چند سال گزارے تھے۔ سیالکوٹ کی جماعت کو بھی ایک نمایاں شرف ہے کہ اس نے سلسلہ کے آغاز میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب اور حضرت میر حامد شاہ صاحب اور بہت سے دوسرے مخلص خدام پیدا کئے۔ مقدمات کے ایام میں غالباً ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور گئے تو جماعت سیالکوٹ نے وہاں پہنچ کر سیالکوٹ کے لئے حضور سے وعدہ لے لیا کہ سیالکوٹ بھی جائیں گے۔ ایفاء عہد کے لئے کچھ عرصہ کے بعد آپ نے سیالکوٹ جانے کا عزم فرمایا۔ مقدمات سے فرصت پا کر جب آپ قادیان تشریف لے آئے تو جماعت سیالکوٹ سے میر عبدالرشید صاحب مرحوم جو حضرت میر حامد شاہ صاحب ؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ جن کی نگرانی میں منارۃ المسیح کے بھٹے کا کام ہوا اور منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی گئی، وہ حضور ؑ سے تاریخ روانگی وغیرہ امور کے لئے استصواب کرنے کو آئے۔ حضور نے انہیں جواب دیا کہ دو چار روز کے بعد جواب دوں گا۔ اسی اثناء میں سیالکوٹ سے ایک تاکیدی خط میر عبدالرشید صاحب کے نام آیا کہ ایسے وقت آنا چاہئے کہ حضور کا داخلہ شہر میں دن کے وقت ہو۔ مگر حضور نے جس گاڑی میں جانے کا عزم فرمایا تھا وہ رات کو پہنچتی تھی ۔ آپ نے اس ارادہ کو بدلنا پسند نہ کیا۔ پھر ایک خاص آدمی قادیان سیالکوٹ سے محض اس ترمیم کے لئے آیا مگر حضور نے اپنے پروگرام کو تبدیل نہ کیا اور اسی گاڑی ہی گئے جو رات کو پہنچتی تھی۔

اگر کوئی شخص حب جاہ اور نمائش کا گرویدہ ہوتا وہ اپنے جلوس کی شان کے لئے جو تدبیر ہوتی پسند کرتا مگر آپ نے ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ اس لئے کہ آپ کے گوشہ خاطر میں اس کے لئے جگہ ہی نہ تھی۔ لیکن خدا کی قدرت کا نظارہ دیکھو کہ آپ جب سیالکوٹ پہنچے تو باوجود اس کے کہ رات ہو گئی تھی ہزارہا لوگ سٹیشن پر موجود تھے۔ آج دنیا داروں کے لئے جلوس نکالنے آسان نہیں مگر اس وقت ایک ایسا شخص جس کی مخالفت کا بازار گرم تھا اور سیالکوٹ میں کئی دن سے باقاعدہ مخالفت کا بازار گرم تھا اور باقاعدہ جلسے ہو رہے تھے کہ کوئی ان کے دیکھنے کو نہ جائے ورنہ طلاق ہو جائے گی۔ ہزاروں لوگ نہ صرف سیالکوٹ سے بلکہ دیہات سے آئے ہوئے موجود تھے۔ یہ جذبہ اور کشش آپ کی تھی اور جس چیز کو آپ نے ترک کیا نمائش، خدا تعالیٰ نے آپ اس کا سامان کیا۔

ایسا ہی جہلم کے سفر میں پروگرام تک مشتہر نہ کیا گیا۔ دوستوں کو اطلاعیں دینے۔ ان کی دعوتوں کو منظور کرنے میں تامل ہوا۔ مگر وہ نظارہ جن آنکھوں نے دیکھا ہے وہ دوسروں کو دکھا ہی نہیں سکتیں۔ اس کی کیفیت اور تاثرات کو بھی کوئی زبان اور مرقع نگار پیش نہیں کر سکتا اور یہ ایک ایسا تماشا تھا۔

میں نے ان سفروں میں جو دیکھا اس وقت لکھ دیا تھا آج جس ایمان اور معرفت کے ساتھ ان حقائق کو میں سمجھتا ہوں اس پر بیان کروں تو کئی گھنٹوں میں وہ حقیقت ختم نہ ہو۔ جیسے نمود و نمائش سے آپ کو نفرت تھی اس کے ساتھ ہی ریا کا آپ کے اعمال میں وہم بھی نہیں آ سکتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ؓ نے آپ سے پوچھا کہ کیا کبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ کو بھی ریا آوے ؟۔ فرمایا کیا تم کبھی چڑیا خانے گئے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ تو فرمایا شیر اور چیتے اور دوسرے جانور ہوتے ہیں کیا کبھی یہ خیال آ سکتا ہے کہ ان کے سامنے لمبی نمازیں پڑھیں۔ وہاں تو ریا کار سے ریا کار انسان کے دل میں بھی یہ خیال نہیں آ سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ جانور ہماری جنس سے تو ہیں نہیں پھر ریاء کیسی ۔ ریاء تو ہم جنسوں سے ہوتی ہے۔ اہل اللہ کسی سے ریا کریں ان کی مثال دوسرے لوگوں کے سامنے ایسی ہوتی ہے جیسے چڑیا خانہ کی۔

(اخبار الحکم، قادیان ۲۸ جون ۱۹۳۴ء صـ ۴)

## کھلا شہر (ربوہ)

یہاں آزاد شر سے ہیں فضائیں
حریفوں کو بھی دیتے ہیں دعائیں
جنون تفرقہ اس جا نہیں ہے
پیام امن دیتی ہیں ہوائیں

یہاں قلب و نظر میں وسعتیں ہیں
یہاں سنگین دیواریں نہیں ہیں
یہاں حق بات منوانے کی خاطر
دلائل تو ہیں تلواریں نہیں ہیں

یہاں دیں میں زبردستی نہیں ہے
یہاں کے اوج میں پستی نہیں ہے
جو کلمہ گو ہے وہ کافر نہیں ہے
بشر کی موج خوں سستی نہیں ہے

یہاں باد صبا کی نرمیاں ہیں
یہاں ذروں میں ہے پھولوں کی خوشبو
محبت نے سب انسانوں کی جانب
خلوص دل سے پھیلائے ہیں بازو

یہ معمورہ محبت کا امیں ہے
یہاں انسان سے نفرت نہیں ہے
یہاں دشمن سے بھی مہر و مروت
بنام رحمتہ للعالمیں ہے

یہ خدام محمدؐ کی ہے بستی
یہاں بستے ہیں غلمان محمدؐ
دلوں میں عظمت ختم نبوت
لبوں پر نغمہ شان محمدؐ

صلائے عام ہے اہل جہاں کو
یہاں آئیں ہزاروں بار آئیں
یہاں کے منبر و محراب دیکھیں
غم عشق محمدؐ لے کے جائیں

(سعید احمد اعجاز)

( جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۴ء کے موقعہ پر عالمی بیعت کا ایک منظر)

بقیہ اسماء المہدی علیہ السلام از صـ ؟

سکتا ہے تو اس سے آپؑ کی شان کا پتہ لگ سکتا ہے۔ پس یہاں خداتعالیٰ نے جس قدر عظمت اس سلسلہ کی دکھلائی ہے اور جو کچھ تعریف کی ہے یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عظمت اور جلال کے لئے ہے۔ مگر احمق ان باتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے"۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد پنجم صـ ۱۴، ۱۵)

## ایک امتی کو انبیاء سابقہ کے نام دینے کی حکمت و فلسفہ

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ جل شانہ کی اس عادت قدیمہ سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ روحانی مناسبت کی وجہ سے جو ایک کا نام ہے وہ دوسرے کا رکھ دیتا ہے۔ ابراہیمی المشرب اس کے نزدیک ابراہیم ہے اور موسوی المشرب اس کے نزدیک موسیٰ ہے اور عیسوی المشرب اس کے نزدیک عیسیٰ ہے اور جو ان تمام مشربوں سے حصہ رکھتا ہے وہ ان تمام ناموں کا مصداق ہے"۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳ صـ ۳۱۴)

گویا کسی امتی کو متفرق انبیاء کے نام دینے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ انبیاء گزشتہ کی کسی نہ کسی صفت و خلق کا مظہر ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم (سورہ فاتحہ) کی دعا سکھلا کر مثیل انبیاء بننے کی امید دلائی ہے کہ تم مثیل بننے کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہو۔ وہاں مثیل بننے کا طریق بھی بتا دیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران: ۳۲)" یعنی ان کو کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خداتعالیٰ بھی تم سے محبت رکھے۔ اور تمہیں اپنا محبوب بنالیوے۔ پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات و صفات انبیاء ہیں اسی طرح آپ کے کامل پیروکار بھی حسب وعدہ انبیاء سابقہ کے کمالات رکھنے والے ہیں اور اسی حقیقت کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر اشارہ فرمایا ہے کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"۔ یعنی میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آج تک جس قدر اکابر متصوفین گزرے ہیں ان میں سے ایک کو بھی اس میں اختلاف نہیں کہ اس دین متین میں مثیل الانبیاء بننے کی راہ کھلی ہوئی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم روحانی اور ربانی علماء کے لئے خوشخبری فرما گئے ہیں کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" اور حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے کلمات طیبات مندرجہ ذیل جو تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فریدالدین عطار صاحب نے لکھے ہیں اور دوسری معتبر کتابوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی بناء پر ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں کہ میں ہی آدم ہوں، میں ہی شیث ہوں، میں ہی نوح ہوں، میں ہی ابراہیم ہوں، میں ہی موسیٰ ہوں، میں ہی عیسیٰ ہوں، میں ہی محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم و علیٰ اخونہ اجمعین"۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صـ ۲۳۰)

## اللہ تعالیٰ کے ایک امتی کی تعریف و توصیف کرنے میں حکمت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ سوم میں اپنے بہت سے الہامات لکھے ہیں جن میں آپ کی تعریف کی گئی ہے۔ اس تعریف کی حکمت و فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام لکھتے ہیں:

"اس جگہ بعض خاموں کے دلوں میں یہ وہم بھی گزر سکتا ہے کہ اس مندرجہ بالا الہامی عبارت میں کیوں ایک مسلمان کی تعریفیں لکھی ہیں۔ سو سمجھنا چاہئے کہ ان تعریفوں سے دو بزرگ فائدے متصور ہیں۔ جن کو حکیم مطلق نے خلق اللہ کی بھلائی کے لئے مدنظر رکھ کر ان تعریفوں کو بیان فرمایا ہے۔

ایک یہ کہ تا نبی متبوع کی متابعت کی تاثیریں معلوم ہوں اور تا عامہ خلائق پر واضح ہو کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے اور اس آفتاب صداقت کی کیسی اعلیٰ درجے پر روشن تاثیریں ہیں جن کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے۔ کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے۔ کسی کو آیت اللہ اور حجت اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔

دوسرے یہ فائدہ کہ نئے مستفیض کی تعریف کرنے میں بہت سے اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح متصور ہے۔ کیونکہ جس حالت میں اکثر جاہلوں نے گزشتہ اولیاء اور صالحین پر صدہا اس قسم کی تہمتیں لگا رکھی ہیں کہ گویا انہوں نے آپ یہ فہمائش کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھہراؤ اور ہم سے مرادیں مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر اور متصرف فی الکائنات سمجھو تو اس صورت میں اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں سے عزت یاب نہ ہو جو تعریفیں ان کو اپنے پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں۔ تب تک وعظ اور پند اس مصلح جدید کا بہت ہی کم مؤثر ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ ضرور دل میں کہیں گے کہ یہ حقیر آدمی ہمارے پیروں کی شان بزرگ کو کب پہنچ سکتا ہے۔ اور جب خود ہمارے بڑے پیروں نے مرادیں دینے کا وعدہ دے رکھا ہے تو یہ کون ہے اور اس کی کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا مرتبت اور کیا منزلت تا ان کو چھوڑ کر اس کی سنیں۔ سو یہ دو فائدے بزرگ ہیں جن کی وجہ سے اس مولیٰ کریم نے کہ جو سب عزتوں اور تعریفوں کا مالک ہے۔ اپنے ایک عاجز بندہ مشت خاک کی تعریفیں کیں۔ ورنہ درحقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف۔ سب تعریفیں اور تمام نیکیاں اسی ایک کی طرف راجع ہیں کہ جو رب العالمین اور الحی القیوم ہے۔

اور جب خداوند تعالیٰ عز اسمہ مصلحت مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندہ کی، جس کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے کچھ تعریف کرے تو اس بندہ پر لازم ہے کہ اس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیت سے اچھی طرح مشتہر کرے اور اس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہیں گے۔ ........... درحقیقت یہ تعریفیں عوام الناس کے حق میں موجب بہبودی ہیں اور گو ابتداء میں عوام الناس کو وہ تعریفیں مکروہ اور کچھ افتراء سا معلوم ہوں۔ لیکن انجام کار خدائے تعالیٰ ان پر حق الامر کھول دیتا ہے اور جب اس ضعیف بندہ کا حق بجانب ہونا اور موید من اللہ ہونا عوام پر کھل جاتا ہے تو وہ تمام تعریفیں ایسے شخص کی جو میدان جنگ میں کھڑا ہے ایک فتح عظیم کا موجب بن جاتی ہیں اور ایک عجیب اثر پیدا کر کے خدا کے گم گشتہ بندوں کو اصلی توحید اور تفرید کی طرف کھینچ لاتے ہیں۔ اور اگر تھوڑے دن ہنسی اور ملامت کا موجب ٹھہریں تو ان ٹھٹھوں اور ملامت کا برداشت کرنا خادم دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد ۱ صـ ۲۷۰ تا ۲۷۳، حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

## خدائی خطاب میں ایک حقیقت ہوتی ہے اور وہی فخر کے لائق ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء کا ایک الہام "ایک عزت کا خطاب ایک عزت کا خطاب، لک خطاب العزۃ۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا" درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ انسانوں کے لئے بادشاہوں اور سلاطین وقت سے بھی خطاب ملتے ہیں مگر وہ صرف ایک لفظی خطاب ہوتے ہیں جو بادشاہوں کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور بادشاہ اُن کے ذمہ وار نہیں ہوتے کہ جو خطاب انہوں نے دیا ہے اس کے مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئیں ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ اس بات کا متکفل نہیں ہو سکتا کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ ایسا شخص ضعف قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اٹھتا ہو چہ جائیکہ وہ کسی میدان میں شیر کی طرح بہادری دکھلاوے۔ لیکن وہ شخص جس کو خداتعالیٰ سے شیر کا خطاب ملے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو۔ کیونکہ خدا انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے یا دھوکہ کھاوے یا کسی پولیٹیکل مصلحت سے ایسا خطاب دے دے جس کی نسبت وہ اپنے دل میں جانتا ہے کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے لائق وہی خطاب ہے جو خداتعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے"۔

اور پھر خداتعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے خطابات کی دو اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اور وہ خطاب دو قسم کا ہے اول وہ جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے خداتعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبیوں میں سے کسی کو صفی اللہ کا لقب دیا اور کسی کو کلیم اللہ کا اور کسی کو روح اللہ کا اور کسی کو مصطفیٰ اور حبیب اللہ کا۔ ان تمام نبیوں پر خداتعالیٰ کا سلام اور رحمتیں ہوں۔

اور دوسری قسم خطاب کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض نشانوں اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگوں کے دلوں میں ایک دفعہ ڈال دیتا ہے کہ یا تو ان کو جھوٹا اور کافر اور مفتری کہا جاتا ہے اور طرح طرح کی نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں اور ہر ایک بد عادت اور عیب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یا ایسا ظہور میں آتا ہے کہ ان کی تائید میں کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا ہے جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی نہ کر سکے اور ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکے کہ یہ نشان انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے پاک ہے اور خاص خداتعالیٰ کی رحمت اور فضل کے ہاتھ سے نکلا ہے تب ایسا نشان ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر کسی شک و شبہ کے اس انسان کو قبول کر لیتی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں خداتعالیٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑ جاتی ہے کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے۔ تب لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خداتعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ اس شخص کو صادق کا خطاب دیتے ہیں۔ کیونکہ لوگ اس کو صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہیں اور لوگوں کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خداتعالیٰ نے آسمان سے خطاب دیا۔ کیونکہ خداتعالیٰ آپ ان کے دلوں میں یہ مضمون نازل کرتا ہے کہ لوگ اس کو صادق کہیں"۔

اور اس دوسری قسم کے خطاب کی مثال دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"اس خطاب کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ مصر کے بادشاہ فرعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کا خطاب دیا کیونکہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس شخص نے صدق اور پاک باطنی اور پرہیزگاری کے محفوظ رکھنے کے لئے باراں برس کا جیل خانہ اپنے لئے منظور کیا مگر بدکاری کی درخواست کو نہ مانا۔ بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی دل پلید نہ ہوا۔ تب بادشاہ نے اس راستباز کو صدیق کا خطاب دیا جیسا کہ قرآن شریف سورۃ یوسف میں ہے:

یوسف ایھا الصدیق (سورہ یوسف:۴۷) معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خطابوں میں سے پہلا خطاب وہی تھا جو حضرت یوسف کو ملا"۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صـ ۵۰۲، ۵۰۳)

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے تمام خطابات و القاب اپنے اندر عظیم الشان صداقتیں اور اسرار لئے ہوئے ہیں۔ جن کو ایک حد تک حضور علیہ السلام نے خود ظاہر فرمایا ہے۔ اور بعض خطابات و اسماء کا صرف ذکر کیا ہے۔ ہم نے بھی ان کو اسی طرح لکھ دیا ہے۔ ان میں بھی عظیم الشان حقائق کی طرف اشارہ ہے۔ ہر شخص حسب استعداد ان سے استنباط و استدلال کر کے حضور علیہ السلام کے عالی مقام کا اندازہ کر سکتا ہے۔ (جاری ہے)

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

# مشتری پر آتش بازی

(آصف علی پرویز - لندن)

جیسا کہ میں نے اپنے ایک پچھلے مضمون میں بھی ذکر کیا تھا کہ خلا میں ایک نہایت ہی طاقتور دوربین بھیجی گئی ہے جس کا نام ایک مشہور ماہر فلکیات کے نام پر ہبل دوربین ہے۔ اس دوربین کی مدد سے اس سیارچہ کی بڑی صاف اور واضح تصاویر کھینچی گئیں۔ تمام دنیا کے ہیئت دانوں کی توجہ اس سیارچے کی طرف بڑی شدت سے مبذول ہوئی کیونکہ جلد ہی انہیں احساس ہوا کہ یہ سیارچہ بڑی تیزی کے ساتھ مشتری کی طرف جا رہا ہے۔ چنانچہ امریکہ کی ایک اور لیبارٹری جس کا نام Jet Propuloian Laboratory—Pasidena ہے، نے اس سیارچہ کے راستہ کا اندازہ لگانا شروع کیا اور پیش گوئی کی کہ یہ سیارچہ جو دراصل ۲۱ مختلف ٹکڑوں پر مشتمل ہے، مورخہ ۱۶ جولائی ۹۴ء کی شام سے مشتری کو ٹکرانا شروع کر دے گا۔ ان کے گرنے سے جو طاقت پیدا ہوگی وہ کئی ہزار ایٹم بموں کے بیک وقت پھٹنے سے بھی زیادہ ہوگی۔ یہ ایک ایسا غیر معمولی واقعہ ہے جو سینکڑوں سالوں بعد رونما ہوتا ہے۔ اسکے نتیجہ میں کیا باتیں سامنے آئیں گی۔ سائنس دانوں کو کچھ معلوم نہ تھا۔ تاہم ان کا اندازہ تھا کہ اس کے نتیجہ میں مشتری سیارے کی اندر کی ہیئت کو سمجھنے میں کچھ مدد ملے گی۔

## سیارچے کیا ہیں؟

سیارچے دراصل ان ٹکڑوں پر مشتمل ہیں جو کسی ستارے کی شکست و ریخت کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ عام طور پر ان کے مرکز میں خوب ٹھوس مادہ ہوتا ہے لیکن اس کے پیچھے ہلکے مادے کی ایک دم سی لگی ہوتی ہے۔ ان کی ساخت مختلف عناصر سے مل کر بنتی ہے۔ جہاں تک شومیکر لیوی سیارچے کی ساخت کا تعلق ہے یہ برف، مختلف ٹھوس حالت میں تبدیل ہوئی گیسیں جیسے کاربن ڈائی آکسائڈ، ہیلیم، ایمونیا وغیرہ پر

۲۴ مارچ ۱۹۹۳ء کی ایک ابر آلود سہ پہر جبکہ دو ہیئت دانوں David Levy اور Gene Shoemaker نے آسمان کی اتھاہ گہرائیوں کی حسب معمول بعض تصاویر لیں۔ یہ دونوں ماہرین فلکیات "پالی مر" نامی پہاڑ پر بنی رصد گاہ (Mountain Palomar Observatory) میں لگی ہوئی دوربین کو روزانہ استعمال کرتے تھے۔ اگلے دن یہ تصاویر جین شومیکر نے اپنی بیوی کیرولین کو دیں جو ان کے ساتھ اسی رصد گاہ میں دوربین سے کھینچی ہوئی تصاویر کا تجزیہ کرتی تھیں۔ اس نے ان تصاویر میں سے مشتری کو بآسانی شناخت کر لیا لیکن اس کے ساتھ کچھ اور دھبے بھی تھے۔ کیرولین نے ان دھبوں کا غور سے معائنہ کیا اور پھر اپنے خاوند کو کہا "ذرا ان تصاویر کو تو دیکھو۔ مجھے لگتا ہے ہم نے ایک اور سیارچہ (Comet) ڈھونڈ نکالا ہے"۔ اس کے خاوند، جین اور ڈیوڈ لیوی نے بھی تصاویر کو غور سے دیکھا اور جلد ہی ان کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ انہوں نے ایک نیا سیارچہ ڈھونڈا ہے۔ لیکن سائنس دان عام طور پر صرف ایک نتیجہ سے مطمئن نہیں ہو جاتے اس لئے ڈیوڈ لیوی نے اپنے ایک اور دوست جم سکاٹ کو ٹیلیفون کیا جو ایک اور رصد گاہ میں ان سے بھی بڑی دوربین کو استعمال کر رہا تھا۔

"جم! ذرا مشتری کے ارد گرد کی تصاویر تو لو۔ ہمارا خیال ہے ہم نے ایک دلچسپ سیارچہ ڈھونڈ نکالا ہے۔"

جم سکاٹ نے اس سیارچے کی بہت ساری تصاویر کھینچیں۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس سیارچے کی کئی دمیں تھیں اور اس کا مرکز بھی صرف ایک جگہ پر ہونے کی بجائے کئی حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ اس سیارچے کا نام ان کے دریافت کرنے والوں کے نام کی مناسبت سے "شومیکر لیوی ۹" رکھا گیا۔

رفتاری سے اپنی طرف کھینچے گا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ جب سیارچے مشتری سے ٹکرائیں گے تو اس وقت ان کی رفتار ۶۰ کلومیٹر فی سیکنڈ ہوگی۔

یہاں یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ مشتری کی سطح پر بڑے طاقتور طوفان آتے رہتے ہیں جن کی رفتار کئی سو کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ مثلاً ایک سرخ دھبہ کا مشاہدہ زمین سے بھی کیا جاسکتا ہے جو ایک بہت بڑے طوفان پر مشتمل ہے اور پچھلے کئی سو سالوں سے نظر آرہا ہے۔ اس غیر معمولی دھماکہ کے نتیجہ میں ان طوفانوں پر کیا اثر ہوگا یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ تاہم ماہرین فلکیات اور ایٹمی سائنس دان اس بات پر متفق ہیں کہ جتنی زیادہ طاقت اس دھماکے کے نتیجہ میں پیدا ہوگی اس کا تصور کرنا بھی بڑا مشکل ہے۔ بعض سائنس دان یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ان غیر معمولی حالات کے باعث بعض نئے عناصر بھی شاید ظہور پذیر ہوں۔ سائنس دان اس قابل ہیں کہ معمولی طور پر رفتار غیر معمولی تیز کرنے والی مشینوں کے ذریعے نئے عناصر پیدا کر لیتے ہیں گو ان کی زندگی چند لمحوں تک ہی ہوتی ہے۔ لیکن جو غیر معمولی طاقت اس دھماکہ کے نتیجہ میں ہوئی یقیناً نت نئے عناصر کو جنم دینے کا باعث ہوگی۔

## اور دھماکہ ہوتا ہے!

مورخہ ۱۶ جولائی کی شام کو اس سیارچے کا پہلا ٹکڑا مشتری سے جا ٹکرایا۔ جس وقت یہ ٹکر ہوئی مشتری کا رخ زمین سے دوسری طرف تھا۔ چند گھنٹے کے بعد دنیا کی مختلف رصد گاہوں نے مشتری پر ایک سیاہ دھبے کا مشاہدہ کیا۔ سب سے زیادہ صاف تصویر ہبل دوربین سے موصول ہوئی۔ سائنس دانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ اس ٹکڑے کے ٹکرانے سے جو طاقت پیدا ہوئی وہ کئی ہائیڈروجن بموں کے پیدا ہونے سے کہیں زیادہ تھی۔

اس کے بعد روزانہ اس سیارچے کے ٹکڑے ایک کے بعد ایک کر کے گرتے چلے گئے۔ جو تصاویر زمین پر موصول ہوئیں ان سے واضح طور پر بہت سارے نشانات نظر آئے ہیں جو اس سیارچے کے مختلف ٹکڑوں کے ٹکرانے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگرچہ یہ نشانات بظاہر مشتمل ہے۔ یہ سیارچہ مریخ کی کشش ثقل کے نتیجہ میں تقریباً ۲۱ ٹکڑوں میں بٹ چکا ہے جس میں سے سب سے بڑا ٹکڑا تقریباً ایک کلومیٹر تک لمبا ہے۔

یہ بتانا بھی مناسب ہے کہ یہ سیارچے مختلف اوقات میں زمین کے قریب سے بھی گزرتے ہیں اور بغیر کسی دوربین کے عام آنکھ سے بھی نظر آسکتے ہیں۔ بعض ایسے بھی سیارچے ہیں جو بڑی باقاعدگی کے ساتھ زمین کے قریب سے گزرتے ہیں اور سائنس دانوں نے مختلف حسابات کے ذریعے ان کے دوبارہ ظاہر ہونے کے بارے میں اندازے بھی لگائے ہیں جن میں سے ایک مشہور ماہر فلکیات کے نام پر "ہیلے سیارچہ" (Halley Comet) کہلاتا ہے۔ یہ سیارچہ اپریل ۱۹۸۶ء میں زمین کے قریب یعنی تقریباً چھ کروڑ تیس لاکھ کلومیٹر کے فاصلے سے گزرا۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ اب دوبارہ ۲۰۶۱ء میں زمین کے قریب سے گزرے گا۔

## مشتری اور اس کی ساخت

اگرچہ خاکسار اپنے ایک مضمون "ہمارا شمسی نظام" میں (جو الفضل انٹرنیشنل کی اشاعت مورخہ ۲۹ اپریل ۹۴ء میں چھپ چکا ہے) مختلف سیاروں کا عمومی تعارف کرا چکا ہے لیکن پھر بھی مناسب ہے کہ مختصراً اس کا ذکر کر دیا جائے تا کہ قارئین کو یہ اندازہ ہو سکے کہ جب سیارچے کی ٹکر مشتری سے ہوئی تو کس قسم کا دھماکہ ہوگا۔

مشتری ہمارے نظام شمسی کا سب سے بڑا سیارہ ہے جس کا حجم زمین سے تقریباً ایک ہزار گنا بڑا ہے۔ سیارے کی فضا زیادہ تر ہائیڈروجن اور ہیلیم گیسوں پر مشتمل ہے۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان گیسوں کے نیچے پھر انہی گیسوں کا سمندر ہے یعنی مائع ہائیڈروجن اور مائع ہیلیم پانی کی طرح کی حالت میں ہے۔ ۵۰۰۰ میٹر کی گہرائی پر دباؤ کے بڑھ جانے کے باعث یہ گیسیں پر سخت پتھروں یعنی ٹھوس حالت میں بدل جاتی ہیں۔ گویا مشتری کی ساخت زمین کی ساخت سے بالکل مختلف ہے جہاں پر مٹی اور ریت کا نام و نشان نہیں۔ اس کے علاوہ اس کی کشش ثقل بھی زمین سے بہت زیادہ ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ سیارچوں کو انتہائی تیز معمولی دھبوں کی صورت میں نظر آتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے بعض دھبے زمین بلکہ اس سے بھی بڑے سائز کے ٹکراؤ کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اور قطار در قطار ایسے ٹکراؤ کے نشانات نظر آرہے ہیں۔ اس ٹکراؤ سے جو غیر معمولی طاقت پیدا ہوئی ہے وہ زمین پر موجود تمام ایٹم اور ہائیڈروجن بموں کی مجموعی طاقت سے بھی لاکھوں گنا زیادہ ہے! اسکے علاوہ ان ٹکڑوں کے نتیجہ میں غیر معمولی چمک اور روشنی پیدا ہوئی اور اسکے ساتھ ہی مقناطیسی لہریں بھی پیدا ہوئیں۔

سائنس دانوں نے جو اعداد و شمار جمع کئے ہیں ان پر تحقیق میں ابھی بڑا وقت لگے گا اور سائنس دان کئی سالوں تک ان اعداد و شمار سے بڑے دلچسپ اور حیران کن نتائج اخذ کریں گے۔

## کیا ایسا واقعہ زمین پر ہو سکتا ہے؟

یہاں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسی طرح کا کوئی سیارچہ زمین سے ٹکرا سکتا ہے یا نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ زمین کی طرف شہاب ثاقب کے طور پر بہت سارے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے آتے رہتے ہیں۔ جب یہ زمین کی فضا میں پہنچتے ہیں تو رگڑ کی وجہ سے اتنی زیادہ حرارت پیدا ہوتی ہے کہ یہ فضا میں ہی جل جاتے ہیں۔ اکثر گرمیوں کی رات کو پاکستان کے کسی شہر سے بھی آپ یہ جلتے ہوئے کوندے دیکھ سکتے ہیں۔ بعض اوقات ان میں سے بعض زمین پر بھی پہنچ جاتے ہیں لیکن اپنے وزن اور سائز کے لحاظ سے یہ ایک معمولی پتھر کے برابر ہوتے ہیں۔ تاہم ۳۰ جون ۱۹۰۸ء کو ایک بڑا شہاب ثاقب زمین سے آ ٹکرایا۔ یہ ٹکر وسطی سائبیریا کے علاقہ "تنگوسکا" میں ہوئی۔ خوش قسمتی سے چونکہ اس علاقہ میں کوئی خاص آبادی نہ تھی اس لئے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تاہم اس کا براہ راست اثر تقریباً دو ہزار کلومیٹر علاقے تک ہوا۔ اندازہ لگایا گیا تھا کہ اس کے نتیجہ میں دس سے بیس ہزار کلو ٹن کے برابر طاقت پیدا ہوئی!

شومیکر نے تفصیلی حساب کے بعد اندازہ لگایا ہے کہ آج سے ساڑھے چھ کروڑ برس قبل زمین پر ایک بہت بڑے سیارچے کی ٹکر ہوئی۔ اسکے نتیجہ میں زمین پر بہت تباہی پھیلی چنانچہ اس زمانے کے بسنے والے دیوہیکل جانور یعنی "ڈائینوسار" کی نسل اس دھماکے کے بعد بالکل معدوم ہوگئی۔ زمین کی ساخت چونکہ مشتری سے بالکل مختلف ہے اس لئے اگر خدانخواستہ ایسا واقعہ کبھی ظہور پذیر ہوا تو یہ یقیناً نسل انسانی کے خاتمہ پر منتج ہوگا۔ ایسی ٹکر کے نتیجہ میں ہزاروں ایٹم بموں کے پھٹنے کے برابر طاقت پیدا ہوگی۔ جس کے نتیجے میں نہایت ہی طاقتور اور خوفناک طوفان آئیں گے اور زمین سے بے شمار گرد و غبار کی تہہ اڑ کر اوپر فضا میں پھیل جائے گی اور سورج سے زمین تک روشنی پہنچنی بند ہو جائے گی۔

سائنس دانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ آئندہ ہزاروں سالوں میں اس قسم کی ٹکر کا کوئی امکان نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی امان میں رکھے اور ہر قسم کی زمینی و سماوی آفات سے محفوظ رکھے۔ آمین

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM USMAN MEMON
081 874 8002/ 081 675 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 675 0249

# دل

(محمد زکریا ورک - کینیڈا)

انسان کا دل اس کے جذبات کا مرکز ہوتا ہے۔ وہ دل جس میں برے خیالات و جذبات پنپتے ہوں شیطان کی محبوب جگہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے منکر، متلون مزاج اور فتنہ پرداز دلوں کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ وہ دل ہیں جن پر مہر لگادی گئی ہے۔ خدائے ذوالجلال نے اپنی پیاری کتاب میں فرمایا ہے: "ہم حد سے بڑھنے والے دلوں میں اسی طرح مہر لگا دیا کرتے ہیں"۔ "میں ضرور کفار کے دلوں میں رعب ڈالوں گا"۔

قرآن کریم میں انسانی دل کے متعلق بہت سی پرمعارف باتیں بیان ہوئی ہیں۔ صحت مند اور تندرست دل کی بے شمار خوبیاں بیان کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ یہ وہ دل ہے جو مطمئن رہتا ہے اور جس میں خدا اور اس کی مخلوق کے لئے بے انتہا محبت پائی جاتی ہے۔ بعض آیات قرآنی جس میں دل پر وارد ہونے والی مختلف کیفیات کا ذکر ہے پیش ہیں:

"پس سمجھ لو کہ اللہ کی یاد اور ذکر سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں"۔ "پس خداوند کریم نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی"۔ "تا تمہارے دلوں میں سکون و قرار پیدا ہووے"۔ "اور خدا نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا"۔ "آپ ان سے کہہ دیجئے کہ وہی ایسا قادر خدا ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان، آنکھیں اور دل دیئے"۔ "جن لوگوں کے دلوں میں شک کا مرض ہے"۔ "جن لوگوں کے دلوں پر تالے ہیں"۔ "اور ہم نے ان کو کان آنکھیں اور دل عطا کیئے"۔ "اے خدا ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے"۔ "اللہ کی آگ ہے جو اللہ کے حکم سے سلگائی گئی ہے جو دلوں تک جا پہنچتی ہے"۔ "وہ خدا ہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا"۔ "جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ خدا ان کی دلی عداوتوں کو کبھی ظاہر نہ کرے گا"۔ "(اے نبی کریم) ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں"۔

سائنسی تحقیقات نے بالآخر یہ بات ثابت کر دی ہے کہ انسانی جسم کی تندرستی اور اس کی طرز فکر میں باہم شدید اور گہرا ربط ہے۔ ایک صحت مند دل کا مالک یقیناً صحت مند ذہن کا مالک ہوگا۔ ہر انسان کے کردار کا دارومدار اس کی سوچ پر منحصر ہوتا ہے یا یوں کہیں کہ آدمی جیسا سوچتا ہے ویسا ہی رنگ وہ اختیار کرتا ہے۔ ہمارے رب کریم نے ہمیں اپنے خیالات اور سوچ پر اختیار بخشا ہے جس کے ذریعہ ہم اپنے اخلاق کو حسین اور قابل تعریف بناسکتے ہیں۔ بری سوچ برے اخلاق کو اور اچھی سوچ اچھے اخلاق کو جنم دیتی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ دل برے یا اچھے ہر قسم کے خیالات کا مرکز ہے لہذا یہ بات لازم ہے کہ دل کو پاک اور صاف رکھا جائے۔ امریکہ کے مشہور رسالہ "سائیکالوجی ٹوڈے" کے فروری ۱۹۸۹ء کے شمارہ میں دل اور روح کے آپس میں تعلق کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"طبی سائنس نے انسان کے ایک نہایت رومانی خیال کہ ہمارے جذبات کا مرکز ہمارا دل ہے کی تردید کرتے ہوئے امراض قلب کو رفع کرنے میں بڑی پیش رفت کی ہے۔ دل کو ایک بے حس اور بے جان پمپ تصور کرتے ہوئے جراحی کے ماہرین "پیس میکر" بنانے میں کامیاب ہوگئے اور اس کے "مصنوعی دل" جو کہ جدید علم طب کی زبردست کامیابی ہے بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں بارنی کلارک اور دوسرے حوصلہ مند مریض کیمیائی نسخے استعمال کر رہے تھے اس وقت سائنس دان علم نفسیات کی مدد سے یہ جاننے میں کوشاں تھے کہ دل کی بیماری کس حد تک روح کی بیماری کا باعث ہوسکتی ہے جن لوگوں کو دل کے حملہ کا زیادہ احتمال ہوتا ہے ہوسکتا ہے ان کے اندر روحانیت کی کمی ہو۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے ماہر امراض قلب اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ دعائیہ کلمات کو بار بار دہرانے سے اختلاج قلب اور دوران خون میں تیزی سے گراوٹ ہوتی ہے یعنی دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔

میری لینڈ یونیورسٹی میں ماہر نفسیات James Lyrch ہائی بلڈ پریشر کا نفسیاتی پہلو دریافت کرنے کے لئے اب تحقیق کر رہے ہیں جب ہم گفتگو کرتے ہیں تو دوران خون تیز ہو جاتا ہے اور جب ہم دوسروں کی گفتگو سن رہے ہوتے ہیں تو دوران خون گر جاتا ہے۔" (سائیکالوجی ٹوڈے)

## دل کی مختلف کیفیات

بائبل کا مندرجہ ذیل مقولہ انسانی ذہن اور دل میں نمایاں مشابہت کو بڑے عظیم الشان طریقے سے ظاہر کرتا ہے:

"انسان جیسے خیالات اپنے ذہن میں لاتا ہے اس کا کردار ویسا ہی ہوتا ہے"۔
(امثال باب ۲۳ آیت ۷)

جس طرح انسانی ذہن کی مختلف کیفیات ہوتی ہیں اس طرح دل کی بھی مختلف کیفیات ہوتی ہیں آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق دل روح اور مزاج کے جذبات شجاعت، ہمت، محبت اور اخوت کا مرکز ہے۔

دل سے متعلق ہر زبان میں بہت سے محاورے پائے جاتے ہیں اردو زبان سے چند نمونے درج ذیل ہیں: دل آجانا۔ دل آزار ہونا۔ دل الٹ پلٹ ہونا۔ دل باغ باغ ہونا۔ دل کا ٹکڑا۔ دل و جان سے چاہنا۔ سنگدل ہونا۔ وسیع القلب۔ دل پاش پاش ہوجانا۔ دل آزردہ ہونا۔ دل گردہ نہ ہونا۔ دل بلیوں اچھلنا۔ دل بھاری ہونا۔ دل پارہ پارہ ہونا۔ دل ایک ہونا۔ دل اڈ آنا۔ دل بھر آنا۔ دل پر چھریاں چلنا۔ دل پر سانپ لوٹنا۔ دل و جان پر کھیلنا۔ دل کی بازی لگانا۔ وغیرہ

ایک سچا مسلمان وقتاً فوقتاً اپنے دل کی حالت کا جائزہ لیتا رہتا ہے کہ آیا وہ دوسروں کے متعلق اچھے جذبات رکھتا ہے اس کے ارادے نیک ہیں وہ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک اور محبت سے پیش آتا ہے اور یہ کہ اس کا دل حق کا متلاشی ہے اور خدا کی محبت میں سرشار ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو واقعی وہ دل محبت، رحمت، شجاعت، امانت، دیانت، سچائی، خلوص اور عاجزی کا پیکر ہے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے فرمایا: "تم اپنے رب سے پوری توجہ اور دل اور روح کی گہرائی سے محبت کرو"۔

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک اور سچے دل کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے "انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے اگر وہ صحت مند ہو تو پورا جسم صحت مند ہوتا ہے اگر وہ بیمار ہو تو پورا جسم بیمار ہو جاتا ہے اور جان لو یہ ٹکڑا انسان کا دل ہے" (بخاری شریف)

اس مبارک قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کا دل اس کے تمام جذبات کا سرچشمہ ہوتا ہے اگر دل میں پاک اور نیک خیالات پرورش پائیں تو انسان نیکی کی طرف قدم مارتا ہے اگر پراگندہ خیالات ابھریں تو وہ برائی کی ڈگر پر چل پڑتا ہے۔

دل میں ابھرنے والے خیالات اور جذبات زمین میں بوئے ہوئے ان بیجوں کی طرح ہوتے ہیں جو جلد بڑھ کر پودوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ دل کی پاکیزگی نیکی کے درخت کی نشوونما کے لئے مہمیز کا کام کرتی ہے۔ اگر دل اچھا ہے تو انسان کے اعمال، گفتگو، ذہن اور نظر بھی اچھی ہوگی۔ ہمیں اپنے روزمرہ کے تعلق داروں سے ملاقات کے وقت یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئے: "اپنے پر قابو رکھنے کے لئے اپنے ذہن کو استعمال کرو۔ دوسروں پر قابو پانے کے لئے اپنے دل کا استعمال کرو"۔

## ایک پیاری دعا

محبوب خدا سرور کونین احمد مجتبیٰ پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل دعا پر غور فرمائیں:

"اے میرے مولیٰ کریم میرے دل میں نور رکھ دے۔ میری آنکھوں کو نور سے بھردے میرے کانوں کو نور سے بھردے۔ میرے آگے نور، میرے پیچھے نور، میرے اوپر نور، میرے نیچے نور اور یوں کہ مجھے پھر نور ہی نور بنادے"۔

ہمارا دل تقریباً ایک منٹ میں ۷۰ مرتبہ دھڑکتا ہے یعنی ایک دن میں ۱,۰۰۰,۰۰۰ مرتبہ۔ اور انسان کی اوسط عمر میں تین بلین مرتبہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں دل کے متعلق بہت سے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں مثلاً دل دکھانا، دل خوش ہونا، دل برداشتہ ہونا، دل بہلنا، دل ٹٹولنا، دل تلملانا، دل جوئی کرنا، دل چرانا، دل خون ہونا، دل شکنی کرنا، دل لگی کرنا، دل موم ہونا، دل میلا کرنا، دل دہل جانا، دل کملانا، دل میں سما جانا، دل کڑھنا وغیرہ۔

دل جو کبھی فریفتہ ہوتا ہے۔ دل جو کبھی صنم آشنا ہوتا ہے دنیا کے ہر ملک ہر زبان ہر ثقافت میں محبت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ چاہے انسان سات فٹ لمبا ہو یا پانچ فٹ لمبا ہو اس کا سائز انسان کی مٹھی کے برابر ہوتا ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ ماں کے رحم میں پرورش پانے والا بچہ اپنی ماں کی دل کی دھڑکن کو محسوس کرتا ہے۔ ایک چڑیا گھر میں ایک بندر کے بچے کو اس کی والدہ کی رحلت کے بعد زندہ رکھنے کے لئے موٹے موٹے کمبلوں کی گٹھری میں بند کرکے اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا پمپ لگا دیا گیا جس سے دھک دھک کی آواز پیدا ہونے لگی اور یوں اس جانور کو دل کی دھڑکن کا احساس دلایا گیا۔

اردو شاعری میں بھی دل کا کثرت سے استعمال ہے۔ صرف چند اشعار پیش ہیں۔

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے
سادگی پر اس کی مرجانے کی حسرت دل میں ہے
بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کف قاتل میں ہے
دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے
بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا
ہر بار مانگتی ہے نیا چشم یار دل
اک دل کے کس طرح سے بناؤں ہزار دل
مجھ سا نہ دے زمانے کو پروردگار دل
آشفتہ دل، فریفتہ دل، بےقرار دل

اور اب آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم اردو کلام سے بعض اشعار پیش ہیں جن میں لفظ دل کا استعمال ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

اسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
کوئی یار سے جب لگاتا ہے دل
تو باتوں سے لذت اٹھاتا ہے دل
جو ہوں دل سے قربان رب جلیل
نہ نقصاں اٹھاویں نہ ہوویں ذلیل
کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دل میں اٹھتا ہے مرے سو سو ابال
آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے
کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے
دل ہوا جاتا ہے ہر دم بےقرار
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
دل کرکے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے
سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار
دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار
اگر وہ جاں کو طلب کرتے ہیں تو جاں ہی سہی
بلا سے کچھ تو نپٹ جائے فیصلہ دل کا
اگر ہزار بلا ہو تو دل نہیں ڈرتا
ذرا تو دیکھئے کیسا ہے حوصلہ دل کا
بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

MOST COMPETITIVE PRICES
IN WORLD WIDE FREIGHT
FORWARDING & TRAVEL
ARIEL ENTERPRISES
26 LEGRACE AVENUE,
HOUNSLOW,
MIDDLESEX TW4 7RS
PHONE 081 564 9091
FAX 081 759 8822

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes.
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms.
34 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

**بقیہ جلسہ سالانہ جرمنی از صفحہ ۲**

مل رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کا غیظ و غضب خدا کے فیصلے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا اور ان کا کوئی حیلہ کوئی تدبیر اب جماعت احمدیہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔ آپ نے بتایا کہ بوزنین اور البانین لوگوں میں ان ملاؤں کے جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت جھوٹے اور ناپاک پراپیگنڈے کے باوجود کثرت سے یہ لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان مخالفتوں کی پرواہ نہ کریں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں اور آپ سب ان ہی کی جماعت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ جماعت احمدیہ جہاد کی منکر ہے نیز یہ جماعت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ آپ نے مسئلہ جہاد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ اسلامی جہاد کو ہرگز منسوخ نہیں سمجھتی بلکہ اس جہاد کو حرام قرار دیتی ہے جس میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے لڑ رہا ہے اور یہ لوگ اسے جہاد کا نام دیتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ جب چند مسلمان ممالک نے مل کر عراق پر حملہ کرنے میں ساتھ دیا تو اسے انہوں نے جہاد قرار دیا۔

ملاؤں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد کو حرام قرار دیا تو ان کا فتویٰ آپ پر تو صادر نہیں ہوتا۔ آپ لوگ کیوں عیسائی ملکوں کے خلاف جہاد نہیں کرتے۔ آپ نے کہا کہ ملاں آج بزور طاقت اسلام پھیلانے کو جہاد قرار دیتے ہیں تو وہ امریکہ، جرمنی اور برطانیہ کے خلاف ایسے جہاد کا اعلان کیوں نہیں کرتے۔ اگر غیرت ہے تو کر کے دکھائیں۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی جہاد کو منسوخ قرار نہیں دیا بلکہ بزور شمشیر اسلام پھیلانے کے خیال کی ممانعت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج اگر دنیا میں کوئی جماعت حقیقی جہاد کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ افریقہ میں جہاں ایک وقت عیسائی منادوں نے یہ دعویٰ کیا کہ پورے براعظم کو عیسائی بنالیں گے تو احمدی مجاہدین میدان میں اترے اور حالات کا رخ موڑ دیا۔ اب وہاں عیسائیت ہر جگہ پسپا ہو رہی ہے اور افریقہ کے ہر ملک میں احمدیت یعنی اسلام کا جھنڈا بلند ہو رہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک وقت وہ تھا کہ جب صدر ضیاء الحق نے اپنی طاقت کے زعم میں یہ اعلان کیا تھا کہ احمدیت ایک سرطان ہے جسے وہ جڑ سے اکھیڑ پھینکے گا۔ اب یہ اعلان کرنے والا کہاں ہے؟ خداتعالیٰ نے اس کو پارہ پارہ کر کے ہمیشہ کے لئے دنیا کے لئے عبرت کا سامان بنا دیا۔

آپ نے فرمایا کہ ملاں آج جماعت احمدیہ پر جھوٹے اور بے بنیاد الزامات لگا کر لوگوں کو راہ حق سے روکے ہوئے ہیں ان ملاؤں کے خلاف میں اپنی جماعت کو بددعا کے لئے اجازت دے چکا ہوں۔ میں نے ان کو صاف بتا دیا ہے کہ عام مسلمانوں کے متعلق نہیں بلکہ صرف ان شریر مولویوں کے بارہ میں بددعا کرنی ہے اس لئے جس نے توبہ کرنی ہے توبہ کر لے وگرنہ خداتعالیٰ کی تقدیر ضرور چل جائے گی اور ان مولویوں کو پارہ پارہ کر دے گی اور دنیا ان کا حشر دیکھ لے گی۔

مولویوں کی طرف سے شائع کردہ ایک پمفلٹ میں درج شدہ اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں سے اکثر وہی جھوٹے گھسے پٹے اعتراضات ہیں جو ملاں ایک عرصہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان آئمہ مخالفین کو مباہلہ کا چیلنج دیا مگر ان میں سے کسی ایک مولوی نے بھی قرآنی طریق کے مطابق مباہلہ کے چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ مختلف تاویلوں کا سہارا لے کر مباہلہ سے راہ فرار حاصل کی۔ حضور نے فرمایا کہ آج میں ان اعتراضات میں سے جو اس پمفلٹ میں لگائے گئے ہیں ایک ایک کو بیان کر کے کہوں گا کہ یہ جماعت احمدیہ پر بے بنیاد الزامات ہیں اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہوں گا۔ حاضرین بھی اور جلسہ کو بذریعہ سیٹلائٹ دیکھنے والے دنیا بھر کے تمام احمدی بھی میرے ساتھ اعلان کریں کہ یہ الزامات جھوٹے ہیں اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہیں۔ چنانچہ آپ نے جماعت احمدیہ پر لگائے گئے جھوٹے الزامات مثلاً جماعت احمدیہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے، بانی سلسلہ احمدیہ نے اسلامی جہاد منسوخ کیا، شراب اور ڈرگ استعمال کرنے کی تعلیم دی، ۵۰ کتب اسلام کے خلاف لکھیں۔ ناپاک حالت میں وفات پائی۔ نیز جماعت احمدیہ کی طرف منسوب عقائد کہ اللہ تعالیٰ شادی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بانی سلسلہ پر Curse کیا، بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ تمام انبیاء سے افضل ہیں وغیرہ وغیرہ کا باری باری ذکر کر کے ان کو جھوٹا قرار دیا اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا۔ نیز جلسہ کے تمام حاضرین اور بذریعہ سیٹلائٹ جلسہ میں شریک ہونے والے دنیا بھر کے تمام احمدیوں نے ان الزامات کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا۔ اس کے بعد حضور نے تمام ملاؤں کو جو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش ہیں چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ وہ یہ اعلان کریں کہ وہ ان تمام بیانات کو سچا سمجھتے ہیں اور پھر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہیں۔

نعروں کی گونج میں آپ نے اعلان فرمایا کہ ان ملاؤں کے مقدر میں ناکامی و نامرادی لکھی گئی ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے مقدر میں کامیابی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جتنی بڑی طاقتیں احمدیت کی مخالفت میں اٹھ کھڑی ہونگی اتنی زیادہ رحمتیں آسمان سے ہم پر نازل ہونگی۔ اب وہ دور آگیا ہے کہ ہر جگہ ہر ملک میں لوگ احمدیت کی طرف کھنچے چلے آئیں گے کیونکہ ہر شخص جو احمدی ہوتا ہے اسے خداتعالیٰ کے عشق کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اس طرح گھول گھول کر پلایا جاتا ہے جیسے مائیں اپنی چھاتیوں سے دودھ اپنے بچوں کو پلاتی ہیں۔ اس کے بعد حضور نے افریقہ میں اور دیگر مختلف ممالک میں جماعت کی روزافزوں ترقی کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے۔ حضور کے اس نہایت ولولہ انگیز خطاب کے بعد پرسوز اجتماعی دعا ہوئی اور یہ جلسہ خداتعالیٰ کے فضل کے ساتھ اپنی تمام تر بلند روایات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

تو ہی مصطفیٰ ہے، تو ہی مجتبیٰ ہے
تجھی کو خدا نے یہ رتبہ دیا ہے

میرے سامنے جو ترا نقش پا ہے
یہی میری منزل یہی راستہ ہے

زمان و مکاں کا جو یہ سلسلہ ہے
فقط تیری خاطر ہی قائم ہوا ہے

رقم ہے ترا نام لوح و قلم پر
یہی ابتدا ہے یہی انتہا ہے

تو اللہ کا عکس ہے درحقیقت
اسی کا بنایا ہوا آئینہ ہے

تری عظمتوں کو خدا جانتا ہے
کہ تو اس کا بھیجا ہوا رہنما ہے

جو تو رہنما ہے جو تو مقتدا ہے
تو ملنا خدا کا مشکل ہی کیا ہے

تو ہی ہے وسیلہ تو ہی واسطہ ہے
خدا مل گیا جس کو تو مل گیا ہے

پریشانیوں کو سکوں مل گیا ہے
ترا عشق ہے یا کوئی معجزہ ہے

ترے عشق کا جو خزانہ ملا ہے
یہ تیری عنایت ہے تیری عطا ہے

ترے حسن کامل کی کیفیتوں کو
خدا جانتا ہے یا تو جانتا ہے

ترے خلق کا جو دیا جل رہا ہے
بجھے گا کبھی نہ کبھی بجھ سکا ہے

یہ غار حرا میں جو آنسو گرا ہے
یہ آنسو نہیں ہے یہ اک زلزلہ ہے

اسے تو نے لکھا ہے خون جگر سے
یہ قانون جو تجھ کو حق سے ملا ہے

ترے عکس کامل کا سورج چڑھا ہے
قمر چھپ گیا شمس گہنا گیا ہے

تری نعت کا ذوق جس کو ملا ہے
وہ چھوٹا سہی پھر بھی کتنا بڑا ہے

تخیل جو اتنا معطر ہوا ہے
اثر یہ سراسر ترے نام کا ہے

ترے خیال کی جب بھی آئی ہے خوشبو
دل و جاں کے اندر چمن کھل اٹھا ہے

"دکھا دوں گا دنیا کو میں تیرا بن کر"
مگر ڈر رہا ہوں یہ دعویٰ بڑا ہے

فقط تیری خاطر ہے یہ دل کی دھڑکن
یہ دھڑکن نہیں اک قیامت بپا ہے

ترے ہجر کی تاب لاؤں کہاں سے
یہ طاقت ہے مجھ میں نہ یہ حوصلہ ہے

مدینے میں جانے کا ہو اذن مجھ کو
یہی آرزو ہے یہی التجا ہے

تری نعت گوئی کا چرچا ہے آصف
اگرچہ سخن کی ترے ابتدا ہے

(محمد آصف ڈار)

# Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517

FAX NO. 081-870 1095

Designing & Setting by Rawahuddin Ahmad Khalifa


## شذرات

(م۔ا۔ح)

روزنامہ جنگ لندن کے شمارہ یکم اگست میں ختم نبوت کے ایک ملا اللہ وسایا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کو نشانہ تضحیک بنایا ہے۔ حضرت صاحب اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اللہ وسایا اپنے خبث باطن اور گندی فطرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"آدم زاد نہیں ہوں۔ بشر کی جائے نفرت ہوں۔ اس کی توضیح؟۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے"

کہتے ہیں برتن سے وہی کچھ ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ اس بد سرشت شخص نے اپنی غلیظ فطرت کی گندگی نمایاں کر دی ہے۔ اس جاہل کو کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے جب اپنے خالق سے مخاطب ہوتے ہیں تو کن الفاظ میں اپنی بندگی کا اظہار کرتے ہیں اور خدا کے پاک انبیاء کونسی زبان بولتے ہیں۔ جب بندہ اور اس کا مالک ہم کلام ہوتے ہیں تو ان کے درمیان ہونے والے راز و نیاز تک راندہ درگاہ شیطان کی رسائی کیسے ہو سکتی ہے۔ اس ظالم نے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہی تمسخر نہیں کیا بلکہ انبیائے سابقہ کی توہین کا بھی مرتکب ہوا ہے۔ ہمیں ہرگز توقع نہیں کہ اس جاہلیت کے فرزند کی نظر سے اللہ تعالیٰ کے پاک نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا وہ کلام گزرا ہوگا جس کا لفظی ترجمہ یہ شعر ہے۔

زبور باب ۲۲ آیت ۶ میں ہے:

"لیکن میں تو ایک حقیر کیڑا ہوں۔ انسان نہیں ہوں۔ انسانیت کے لئے ایک گالی اور سب لوگوں سے زیادہ لائق نفرت۔ ننگ انسانیت۔"

اللہ وسایا اور اس قماش کے لوگ جان لیں کہ انبیاء اسی قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں اور جہلا اسی طرح سر بگریبان رکھے جاتے ہیں۔

ہمارے ایک کرمفرما نے ہمارے اس انکشاف پر حیرت اور مایوسی کا اظہار کیا ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے دوران مجلس ختم نبوۃ کے سابق احراری حضرات نے دو لاکھ روپیہ مسلمانوں سے چندہ کیا، اس سے ذاتی اراضی خریدی، آڑھت کی دو کانیں کھولیں اور باقی خرد برد کر گئے۔ ان کے خیال میں اس گھپلا میں ملوث محمد علی جالندھری اور عطاء اللہ بخاری وغیرہ متقی اور راست باز سمجھے جاتے تھے لہٰذا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ ایسی قبیح حرکت کرتے۔ قوم کی آزمائش کے بعض دوسرے نازک مراحل میں ان کا چندہ اکٹھا کر کے "کھا پی جانا" بھی ان کی سمجھ سے باہر ہے۔ بہرحال ہم نے تو انہی کے دوسرے حصہ داروں کی زبانی اس ڈھول کا پول مطبوعہ تحریروں سے بہ سند حوالہ درج کر دیا تھا۔ بعض دوسرے مواقع پر ان کی وارداتوں کا حال انہی کے واقف رازہائے دروں خانہ آغا شورش کاشمیری سے سن لیجئے:

"مظہر علی اظہر کا ذہنی عقد، ملک خضر حیات خاں (وزیر اعظم پنجاب۔ سربراہ یونینسٹ پارٹی) سے ہو چکا تھا اور وہ کانگرس کے روپیہ سے متعہ کر رہے تھے۔" (بوئے گل نالہ دل دود چراغ محفل ص ۳۳۳)

پھر لکھا:

"تحریک کشمیر میں احرار نے جتنا فنڈ جمع کیا، اس کا بڑا حصہ سگرٹ نوش رضاکاروں کو سگرٹ مہیا کرنے پر صرف ہو گیا۔" (پس دیوار زنداں ص ۱۲۷)

محترمہ بلقیس تاثیر نے اپنی ایک انگریزی تصنیف میں انکشاف کیا ہے:

"احرار نے اعلان کیا تھا کہ وہ خود یہ فنڈز کشمیر میں خرچ کریں گے مگر عملاً ایسا نہ ہوا اور خاصی جمع شدہ رقم ضائع ہو گئی۔" (ترجمہ از شیخ محمد عبداللہ کا کشمیر ص ۱۰)

اب اسی سے اندازہ کر لیا جائے کہ ان راہنماؤں کا تقویٰ اور راست بازی کس قسم کے تھے اور ان کے مجاہدین اور رضاکار میدان جہاد میں کس طرح غریب قوم کے پیسہ کو دھوئیں میں تبدیل کرتے تھے۔ جب مکتب و ملا ایسا ہو تو "کار طفلاں" کا الزام کس پر؟ فاعتبروا۔

## مولوی اور شرم؟

کسی نے مولوی منظور سے یہ جا پوچھا
کہ: "آپ کا تو بڑی شان سے یہ دعویٰ تھا
کہ اس میں شک کی ذرا بھی نہیں ہے گنجائش
کہ اہل ربوہ نے اسلم کو کرلیا اغوا
اور اس کے قتل کی پاداش ہے مفر کے لئے
امام انکا وطن سے فرار ہو نکلا
اگر یہ بات غلط ہو تو اس کے بدلے میں
مری سزا ہے کہ میں مستحق ہوں پھانسی کا
پھر ایک روز اچانک وہ آپ کا "مقتول"
کہیں سے خود ہی نکل کر وطن چلا آیا
اور آکے سب کی نگاہوں کے سامنے اس نے
کہا کہ اس کو کسی نے نہیں کیا اغوا
وہ اپنی حالت ناگفتہ بہ سے تنگ آکر
تلاش رزق میں اپنے وطن سے نکلا تھا
تمام قوم نے دیکھا کہ آپ کا "مقتول"
بہ قید ہوش تھا، بیٹھا تھا اور زندہ تھا
حضور مولوی صاحب اب اپنے وعدے پر
گلے میں ڈالئے خود اپنے ہاتھ سے پھندا"
مگر وہ مولوی کیسا جو ایسا کام کرے؟
"کہ شرم آئے تو پانی میں جاکے ڈوب مرے!"

(پرویز پروازی)


## *mta*- Muslim Television Ahmadiyya

Al Shirkatul Islamiyyah, 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Tel : +44 (0)81 870 0922 Fax : +44 (0)81 870 0684

| Satellite | EUTELSAT II F3 | STATSIONAR 21 | STATSIONAR 4 | GALAXY 2 |
|---|---|---|---|---|
| Area | Europe, North Africa | Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions | South America, Africa and European Regions | North America, Canada |
| Position | 16° East | 103° East | 14° West | 74° West |
| Transponder | 37 | 7 (C-Band) | 7 (C-Band) | 11 |
| Frequency | 11.575 GHz | 3725 MHz | 3725 MHz | 36 MHz |
| Polarity | Vertical | Right Hand circular | Right Hand circular | Horizontal |
| Format | 625 Lines PAL Colour | 625 Lines PAL Colour | 625 Lines PAL Colour | NTSC |
| Audio Sub-Carriers | | | | |
| Urdu | 6.5 MHz | 6.5 MHz | 6.5 MHz | 6.2 MHz |
| English | 7.02 MHz | 7.02 MHz | 7.02 MHz | - |
| Arabic | 7.20 MHz | 7.20 MHz | 7.20 MHz | - |
| Bosnian* | 7.38 MHz | 7.38 MHz | 7.38 MHz | - |
| Russian* | 7.56 MHz | 7.56 MHz | 7.56 MHz | - |
| German* | 7.74 MHz | 7.74 MHz | 7.74 MHz | - |
| French | 7.92 MHz | 7.92 MHz | 7.92 MHz | - |
| Turkish* | 8.10 MHz | 8.10 MHz | 8.10 MHz | - |
| London Time | 13.00 - 16.00 (Daily) | 07.00 - 19.00 (Fridays Only) | 13.30 - 14.30 (Fridays Only) | 13.30 - 14.30 (Fridays Only) |

* On special occasions only

**Radio = Short Wave Band Radio, 25 Meter Band, Digital Frequency 11695**
**Timings:** 13.30 - 14.30 London Time (Fridays Only). For Asian Countries only.
From 1 April '94: 16 Meter Band, Digital Frequency 17765

All timings and frequencies are subject to change without notice.


### بقیہ: سری لنکا میں کامیاب تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

• پھر مکرم مولانا محمد عمر صاحب نے توحید، حقوق اللہ، حقوق العباد اور مختلف اخلاقی تعلیمات کے بارہ میں قرآن مجید، وید اور گیتا میں سے بہت سے اقتباسات سنائے اور عالمگیر سطح پر جماعت احمدیہ کی امن بخش اور قومی یکجہتی کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد سوامی آتما گر نانند جی نے تقریر کی انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں ایسی تقریر جس میں قرآنی آیات اور گیتا کی شلوکوں کا موازنہ کر کے اس کے ذریعہ ہندو اور مسلمانوں کے درمیان پیار و محبت اور یگانگت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کبھی نہیں سنی ہے۔ انہوں نے صلح کاری اور رواداری کی اس رنگ میں جماعت کی پر خلوص کوشش پر جماعت احمدیہ کی تعریف کی۔ آخر پر شری دیوراج وزیر مملکت برائے ہندو سماجی بہبود نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ سری لنکا میں موجودہ عناد کن حالات میں جگہ جگہ ایسے جلسوں کے انعقاد کی ضرورت ہے۔ جلسہ کے اختتام پر وزیر مملکت نے ایک تامل اخبار Veera Kesori کے نمائندہ کو بلا کر مکرم مولانا محمد عمر صاحب کی پوری تقریر اور جلسہ کی رپورٹنگ اخبار میں شائع کرنے کی ہدایت کی چنانچہ ۱۲ مئی کے اخبار میں اس کی تفصیلی خبر شائع ہوئی۔ جماعت احمدیہ سری لنکا کی تاریخ میں یہ جلسہ اپنی نوعیت کا منفرد اور نہایت کامیاب جلسہ تھا۔

معاند احمدیت علماء سوء اور فتنہ پرور اشرار کو پیش نظر رکھتے ہوئے احباب یہ دعا التزام سے کریں۔

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا